DUE DATE

Cl. No. ______ *Acc. No.* ______

Late Fine Ordinary books 25 Paise per day. Text Book Re. 1/- per day. Over Night book Re. 1/- per day.

Regd. A. 2476.

شمیم

مع دو سہ رنگی تصاویر رنگین

مصنفہ جناب فیاض علی صاحب بی اے (علیگ) فیض آباد

زمانہ حال کی اردو فسانہ نگاری میں ایک معرکۃ الآرا تصنیف جس نے ناول نویسی میں ایک انقلاب عظیم
پیدا کر دیا۔ اصلاح اخلاق سبق آموز عبرت خیز بے انتہا دلچسپ ناول جس میں جذبات فطری کی عکاسی معاشرت حاضرہ
کی مصوری نفسیات حیات انسانی کی نقاشی بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے زبان کی حلاوت انداز بیان کی لطافت
پلاٹ کی خوبصورتی کیرکٹرز کی آرائش تحریر کی شوخی آمیز سنجیدگی اور خیالات کی دل آویزی کے لحاظ سے
یہ ناول آپ اپنی مثال ہے قصہ اسقدر دلچسپ اور جادو اثر ہے کہ بغیر ختم کئے اُسے چھوڑنا محال ہے اس
ناول کی اہمیت لطافت اور خوبیوں کا ایک بین ثبوت یہ ہے کہ جناب مولانا شوکت علی صاحب نے "خلافت" میں
اسپر سولہ کالم میں ایک بسیط تبصرہ فرمایا ہے علاوہ مولانا ممدوح کے لائق ریڈرن بمبئی کرانیکل "مسلم آؤٹ لک" "نیو ایرا"
"خلافت" "زمیندار" "تنظیم" "صوفی" "پیغام" "سیاست" نے بھی نہایت شاندار الفاظ میں اسکی مدح فرمائی ہے
غرضکہ ہر مشہور اخبار یا تو اسپر کچھ لکھ چکا ہے یا لکھنے والا ہے جو تبصرجات اخبارات اور رسالوں میں "شمیم" پر ابتک ہو چکے
ہیں ان کا مکمل اندراج اس اشتہار میں ناممکن ہے۔ پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن
عمدہ کاغذ پر اعلیٰ درجہ کی لکھائی اور چھپائی کے ساتھ دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوا ہے رنگین تصاویر جو اس ناول
کے لئے صدہا روپیہ صرف کرکے تیار کی گئی ہیں وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اردو ناول کی دنیا اس سے
پیشتر ایسے بلند پایہ ناولوں سے ناآشنا تھی کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ کامل للعہ مجلد للعہ

ملنے کا پتہ

صدیق بک ڈپو۔ لکھنؤ

فہرست مضامین

مطلب کا سنسار

(... شید محمد عبدالمجید خاں صاحب سالک ایڈیٹر انقلاب)

ہنسوں تو سارا عالم ہمنوائے خندہ ہوتا ہے
خوشی میں حصہ لینے کیلئے تیار ہے دنیا
جو روؤں تو کوئی ہمدم نہیں جز رنج تنہائی
مگر کوئی نہیں سرمایۂ غم کا تماشائی

جو گاؤں تو جواب نغمہ کہساروں سے سنتا ہوں
صدائے بازگشت آتی ہے سنکر نغمۂ عشرت
کروں آہیں تو رہ جاتی ہیں معدوم فضا ہو کر
مگر نالوں سے کترا جاتی ہے نا آشنا ہو کر

مناتا ہوں خوشی تو مرجع اہل جہاں ہوں میں
زمان عیش ہی میں دوست ہیں دنیا کے باشندے
مگر مغموم ہوتا ہوں تو سب آنکھیں چراتے ہیں
یہ میری داستانِ درد کب سُننے کو آتے ہیں

اگر خوش ہوں تو لاکھوں ہیں مرے احباب شیدائی
مرے شغلِ مے گلگوں میں سب شرکت کے خواہاں ہیں
جو غم کھاؤں، غم بے مہریٔ یاراں سے مرتا ہوں
مگر تنہا بہ حسرت کے میخانہ میں تنہا ہوں

بچھاؤں خوانِ نعمت تو بہت ناخواندہ مہماں ہیں
سخاوت زندگی میں کامیابی کی معادن ہے
نہیں ہے فاقہ مستی میں شریک حال کوئی
مگر ہنگامِ مردن کر نہیں سکتا مدد کوئی

بساطِ محفلِ عیش و مسرت میں وہ وسعت ہے
مگر اس تنگنائے غم میں اے دُنیا کے باشندو!
کہ طول و عرض میں اسکے سما سکتی ہے اک دُنیا
گزرتا ہے ہجوم بیکسی میں ہر بشر تنہا

(ماخوذ از رسالہ صوفی)

رنگینیاں جو حسن ازل کی تھیں جا بجا　　سب کھنچ کے آگئیں نگہ انتخاب میں

مجلۂ علمیہ ادبیہ

ماہوار رسالہ

انتخاب لکھنؤ

چندہ سالانہ معمولی ایڈیشن ایک روپیہ

اڈیٹر:- محمد صدّیق	قیمت فی پرچہ ۳ر	نمونہ کا پرچہ مفت طلب فرمائیے
جلد ۸	بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء	نمبر ۲

سخن ہائے گفتنی

مولانا شرر مرحوم نے ہندو مسلم اتحاد کی کوشش کے لئے اتحاد نامی ایک رسالہ نکالا لیکن اس مقصد میں اپنے کو ناکامیاب دیکھ کر رسالہ بند کر دیا اور انھوں نے ہندو مسلم اتحاد کو اسوقت تک ناکام بتایا جب تک اسکولوں میں نفاق انگیز تاریخیں رائج ہیں۔ چنانچہ ویڈر برن نامی ایک نیک دل انگریز کی اس اسکیم پر جو ہندو مسلم اتحاد کے بارے میں تھی۔ تبصرہ کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا تھا کہ مدارس کے نصاب سے جب تک یہ زہریلا مواد خارج نہ کیا جائے ہندو مسلم اتحاد کی ساری کوششیں رائگاں ہوں گی، یہ واقعہ ہے کہ نفاق انگیز تاریخی کتابوں سے طالب علم متاثر ہوتے رہتے ہیں اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اس منافرت کو پھیلاتے ہیں اور فرقہ وارانہ تعصب کو

عملی جامہ پہناتے ہیں۔ بہار کے وزیر آنریبل ڈاکٹر سید محمود صاحب نے امروز - ۲ رنگ کو کچل رہے اور وہ ایک ایسی اسکیم بنا رہے ہیں جس کی رو سے فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والے تمام عناصر کو نصاب تعلیم سے خارج کر دیا جائیگا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ اقدام انکی روشن خیالی اور بلند نظری کا بہت بڑا ثبوت ہے اس معاملہ میں ان کو قابل مبارکباد سمجھتے ہیں امید ہے کہ دوسرے صوبوں کے وزرا بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کے نقش قدم پر چلکر اپنے اپنے صوبوں میں ہندو مسلم اتحاد کی فضا پیدا کر دیں گے۔ ہندوستان کو ایک قوم بنانے کے لئے سب سے زیادہ اسی اصلاح کی ضرورت ہے۔ یہ اصلاح بنیادی اصلاح ہے اس اصلاح سے انشاء اللہ فرقہ وارانہ تعصب جاتا رہے گا اور ہندوستان حقیقی معنی میں ایک قوم بنجائے گی۔

برٹش قوم سیاست میں اتنی خبردار ہے کہ جسکی نظیر نہیں۔ یورپ کی موجودہ بےچینی اور چین و جاپان کی آویزش کا ایک سال پہلے سے اندازہ کئے ہوئے تھی اس نے ہندوستان میں اس موقع پر مناسب سمجھا کہ نام نہاد صوبہ وار خود مختاری دے کر قوم پرستوں کو خوش کیا جائے چنانچہ صوبہ وار خود مختاری دیکر انگریزی حکومت مطمئن ہے کہ اندرون ملک کا نظام سنبھالنے کیلئے اس نے قوم پرستوں سے کام نکالا۔ اب حکومت ہند اطمینان کے ساتھ یورپ کے قضیوں کی پنچائت بھی کرے گی۔ آزاد قبائل کے حدود میں سڑکیں بھی بنائے گی اور چین کے مظلوموں کی حمایت کے نام پر جاپان کی مزاج پرسی بھی کرے گی اور ان تمام کاموں سے فرصت ہونے کے بعد ہندوستان کے انتظام کا جائزہ لے گی کہ صوبہ وار خود مختاری پاکر قوم پرستوں نے صرف سیاسی قیدیوں کو رہا کرا لیا یا حکومت کے مفید مطلب بھی کچھ کام انجام دیا۔ اگر قوم پرست حکومت کی مشنری کیلئے نفع بخش پرزوں کی صورت میں ڈھل گئے ہیں تو یہ مشنری کچھ عرصہ تک یونہی چلے گی ورنہ ان کے لئے پھر دور تعطل مناسب سمجھا جائے گا برٹش سیاست کو سمجھنا آسان کام نہیں ہے۔

قوم پرستوں نے برسر اقتدار ہوتے ہی اسیران سیاسی کی رہائی کا مطالبہ کیا اور اپنے اختیارات کو کام میں لاکر ان سب کو بلا شرط رہا کر دیا۔ غلطی سے قوم پرست صوبہ وار حکومت کو کانگریس کا مترادف سمجھتے ہیں۔ کانگریس کی ذہنیت اور حکومت کی ہیئت میں فرق ہونا چاہیئے۔ کانگریس کا یہ مطالبہ کہ اسیران سیاسی بلا کسی شرط کے چھوڑ دیے جائیں حق بجانب لیکن قومی حکومت کا بجنسہ اسکی تکمیل کرنا ضبط و نظام حکومت کی شان کے خلاف۔ صوبہ وار حکومت کو چاہیئے تھا کہ جو سیاسی قیدی سرسری جرائم سیاسی یا نظر بندی میں مقید تھے ان کو بلا کسی شرط کے رہا کرتی اور جن کے جرائم سنگین تھے ان سے ضمانت لے کر انھیں آزاد کیا جاتا اس طور پر حکومت کا وقار بھی قائم رہتا اور یہ برسوں کی مصیبتیں جھیلنے والے آزاد بھی ہو جاتے۔ یہ ضرور ہوا کہ قوم پرستوں نے عوام کے دماغوں پر سیاسی جد وجہد کی اہمیت واضح کر دی۔ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ سیاسی جد وجہد کے لئے جو کچھ بھی کیا جائے قوم اُسے سراہے گی۔ گو اس کا ایک رُخ قوم پرستوں کے لئے مفید ہے لیکن دوسرا رُخ امن پسندوں کے لئے غور طلب بن گیا ہے۔

چین اور جاپان میں لڑائی چھڑتے ہی اسلامی اخبارات میں چین کے متعلق معلومات شائع ہونے لگیں کسی اخبار نے تو یہ لکھا کہ چین میں اسلام پھیل رہا ہے۔ مسلمان بڑی ترقی کر رہے ہیں اور فوجی اور انتظامی شعبوں میں مسلمان پیش پیش ہیں کسی اخبار میں چھپا ہے کہ شاہ چین کے بھائی جو مسلمان ہو گئے ہیں۔ اسلام کی تبلیغ بڑے زور شور سے کر رہے ہیں یہ سب باتیں صحیح سہی لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ اتنی وسعت کے ساتھ یہ خبریں اسی موقع پر کیوں شائع ہوتی ہیں کیا اس لئے کہ اس طور پر چین کی امداد میں حکومت کے ساتھ ہندوستانیوں کو بھی ہم آہنگ کیا جائے۔ مظلوموں کی حمایت کے نام پر شنگھائی کو جنگ سے اور چین کو بچالیں گی۔ کاش اسی اصول کی بنا پر حبش کو تباہی سے بچایا گیا ہوتا۔ لیکن ہاں وہاں حقوق کا قیام ذرا مشکل تھا اور یہاں کچھ نہ کچھ حاصل ہوگا۔

ہندوستانی مسلمانوں سے سیاسی بیداری جاتی رہی وہ خود نہیں سوچتے کہ کس معاملہ میں ان کو جد وجہد کرنا چاہئے۔ وہ تو دوسرے کے بنائے ہوئے راستہ پر چلنے کے عادی ہیں۔ ممالک عربیہ میں فلسطین کے متعلق چیخ دپکار مچی تو یہ بھی دوڑ کر شریک ہو گئے اور وہی راگ الاپنے لگے اور بعض پرجوش لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر فلسطین کو مسلمانوں کی مرضی کے خلاف تقسیم کیا گیا تو دہلی اور شملہ کی گلیوں میں انگریزوں کا بھی خون بہایا جائیگا۔ یہ سب جھوٹ ہے یہ صرف اسٹیج کی تفریح ہے اور صرف انگریزوں کو برا کہنے کی سنت ادا کرنا ہے۔ انگریز ایسی منتشر اور بے نظم قوم کی ان دور از کار دھمکیوں کی کیا پروا کریں گے۔ انگریز پروا کر سکتے ہیں تو ترکی اور ایران کی کہ جن کے بازوؤں میں طاقت ہے کہ فلسطین کی حمایت کر سکیں۔ ہم اس بے بال و پری کی حالت میں انگریزوں کے خلاف جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ایک بڑے زیادہ وقیع نہیں

فلسطین سے زیادہ اہم ہمارے لئے سرحد کا معاملہ ہے۔ آزاد قبائل بری طرح تباہ ہوئے۔ ہم نے سرحد کی لڑائی کو بند کرانے کی کوئی تدبیر نہیں کی۔ یہ مانا کہ سرحد کی لڑائی صرف چند مقتولین اور مجروحین تک محدود رہتی ہے لیکن پے در پے اور مسلسل شکستوں نے سرحد کے آزاد قبائل کے چھکے چھڑا دئیے ہیں اور وہ عنقریب وہ سب کچھ گوارا کرلیں گے جو ایک شکست خوردہ جماعت کیا کرتی ہے اور کچھ عرصہ میں سڑکوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اس آزاد فضا میں بھی نام نہاد تہذیب کا جال بچھ جائیگا اور شیروں کے بچوں کو بھیڑ کی چال سکھائی جائے گی۔ قوم پرور مسلمان دور سے اس جنگ کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ سرحد کی ایک قوم کا غلام بنایا جانا ہندوستان کی غلامی میں ایک اور کڑی کا اضافہ کرنا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان باتیں کرنے میں ساری دنیا سے آگے ہیں۔ لیکن رہا یہ امر کہ خود سوچیں کہ انھیں کیا کرنا ہے یہ نہیں آتا۔ ہاں کوئی دوسرا ان کو کسی کام میں لگا دے اور وہ کام نظر فریب بھی ہو تو لگ جاتے ہیں اور پورے جوش وانہماک کے ساتھ۔ لیکن اس وقتی جوش میں جو کچھ کہہ ڈالتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں اس کے انجام پر نظر رہتی ہے اسی انجام کی خبر لیتے ہیں۔ تحریک خلافت کے کارکن یہ تحریک مولویوں میں لے گئے حسب معمول انھوں نے اس

تحریک آزادی کو لبیک کہا اور پوری سرگرمی سے اس جنگ آزادی میں حصہ لیا یہ آزادی وطن کا جوش ان میں ہندوؤں نے بھی پیدا کیا اور مسلمانوں نے بھی لیکن جب ان کی قوتیں بروئے کار آگئیں تو بدقسمتی سے ہندوؤں کے خلاف ان میں اشتعال پیدا ہوا۔ اس موقع سے نفع اٹھا کر حکومت نے ان کا قلع قمع کر دیا۔ یہ قوم بڑی جانباز اور سرفروش ہے دینی جذبہ اور حمیت مذہبی میں دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ جب مذہبی جوش ان میں برانگیختہ کر دیا جائے تو پہاڑوں سے ٹکر لیتے ہیں۔ شعلوں سے لپٹ جاتے ہیں اور موت سے کھیلنے لگتے ہیں۔ ان کے جذبات کا ابھار دینا آسان ہے لیکن ان کو قابو میں رکھنا مشکل۔ موپلوں کو اس جنگ آزادی میں شرکت کا یہ خمیازہ بھگتنا پڑا کہ ہنود پر جبر کے نام سے ان سے لڑائی لڑی گئی۔ حکومت نے ان کو دبانے کے لئے پانچ ماہ تک لڑائی جاری رکھی اور ان کو پورے طور پر پیس دیا۔ تقریباً تیس ہزار آدمی یا مقید ہوئے یا مقتول۔ موپلوں کی کل آبادی تقریباً نو دس لاکھ ہے اس تعداد میں اس قدر آدمیوں کا قید ہو جانا اس قوم کے ختم کر دینے کے مترادف ہے اور یہی تیس ہزار کی تعداد ان میں کے منتخب لوگوں کی تھی کہ جو نمایاں تھے اور پیش پیش تھے اور یا تو از خود اس آگ میں پھاند پڑے یا باکردہ گناہ اس جرم میں ماخوذ ہوئے۔ جو مرنے والے مر گئے وہ اچھے گئے لیکن پسماندوں کی کیا حالت ہے اور ان قیدیوں کی کیا درگت ہے کہ جن کو جنم قید کی سزا ہوئی تھی یا جو جلا وطن کئے گئے تھے اور آج بھی کہ بعض افراد وطن سے دور جلا وطنی کی سزا برداشت کر رہے ہیں۔

جنگ آزادی کے زمانہ میں موپلوں میں یہ گرمی ہندو مسلمانوں نے ہی پیدا کی اور اس علاقہ میں جا جا کے ان میں بیداری کی روح پھونکتے رہے۔ جب وہ غیر تند اس جنگ میں شکست کھا گئے تو ان پر وہ انتہائی مظالم ان پر ہوئے کہ اسکا ذکر کرنا بھی اندوہناک ہے۔ ہندو لیڈروں نے اس لئے خموشی اختیار کی کہ وہاں ہندو مسلم سوال پیدا ہو گیا تھا اور مسلم اس لئے خاموش رہے کہ یہ معاملہ زبانی جمع خرچ سے آگے بڑھ جانے والا تھا اور اس کی تائید میں زبان کھولنے والے کے لئے قید و بند کے دروازے کھلے تھے۔ ملک کی سیاسی انجمنیں اسوقت بھی موجود تھیں اور بعض بعد میں وجود میں آئیں لیکن کسی کو ان مصیبت زدہ مسلمانوں کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ اب وہ وقت گزر چکا۔ موپلے خمیازہ بھگت چکے اور برٹش حکومت کا غصہ ٹھنڈا پڑ چکا۔ اب مناسب ہے کہ مسلمانوں کا ایک وفد حکومت کے پاس عرضداشت لے جائے اور جو لوگ اب تک جلا وطنی یا قید میں ہیں انکو چھڑائے اور جن کے حقوق آراضی اور معافیاں ضبط ہوئی ہیں۔ ان کو واپس کرائے اور وہاں حکومت سے مدرسے قائم کرائے اور کارخانے کھلوائے تاکہ وہ لوگ زمانہ کے ساتھ ساتھ چلنا سیکھ جائیں۔

یہ مسئلہ یو۔ پی کے مسلمان لیڈروں کو اٹھانا چاہیئے کیونکہ یو۔ پی کے بعض لیڈران نے مالا بار پہنچکر ان کو تحریک خلافت کا پیام سنایا تھا۔ اس سلسلہ میں مدراس کی کانگریس کمیٹی کا یہ اعلان پڑھکر خوشی

(ہوں گے) "ہم اسیران سیاسی کی رہائی کے ساتھ موپلہ قیدیوں کی رہائی کا بھی مطالبہ کریں گے"۔ موپلوں کا سوال اٹھایا تو پھر کانگریس نے۔ خلافت والے کہاں سو گئے۔ "فاعتبروا یا اولی الابصار"۔

ان حالات میں آپ ہی بتائیے کہ مسلمان کہاں پناہ لیں۔ حکومت کی ان پر نظر عنایت نہیں وہ عفو و درگزر سے کام لے کر مسلمانوں کا دل ہاتھ میں لینا نہیں جانتی۔ اور مسلم لیگ۔ احرار۔ اتحاد ملت وغیرہ جماعتیں اس طرف توجہ نہیں کرتیں مسلمانوں کا کون فریادرس ہے مجبوراً لے دے کے کانگریس ہی پر نظریں پڑتی ہیں۔

حکومت کی نظر اس دور میں دور بین نہیں رہی وہ سیاسی قیدیوں کو شاہی معافی نامہ کے ذریعہ چھوڑ کر ملک کا اعتماد حاصل کر سکتی تھی لیکن اس نے یہ اعتماد کانگریس کو دیا اور اسی طور پر موپلوں کا معاملہ حکومت خود طے کر کے مسلمانوں کو ہر اون احسان نہیں کرتی اور کانگریس کے مطالبہ پہلے کر کے کانگریس کے اعتماد میں اضافہ کرے گی۔

ہندوستانیوں کی عام ذہنیت سیاسی نہیں ہے۔ قومی کارکنوں کو صوبہ وارانہ اختیارات مل جانے کے بعد بھی قومی مظاہروں اور جلسوں کے یہ نعرے غور طلب ہیں۔

انقلاب زندہ باد ——— برطانیہ برباد

صوبہ وارانہ اختیارات ملنے کے معنی ایک سمجھوتہ اور صلح ہیں۔ پھر انقلاب زندہ باد کے کیا معنی؟ اور برطانیہ برباد کا کیا موقع۔

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد

ذمہ دار قومی ارکان کو اس بات کی طرف توجہ رکھنا چاہیے کہ عوام ایسے بے موقع نعرے نہ لگائیں۔

ڈرامے چند

صاحبزادہ محمد عمر نور الٰہی کی تازہ تصنیف اس میں آپ کو دس ایک ایک ڈرامے ہیں اور دونوں میں یہ بالکل انوکھی چیز ہے۔ جناب محمد عمر و نور الٰہی کے قلم معجز رقم کی روانی اس کتاب میں پڑھنے کے دوران ہمارے خیال میں ان ڈراموں کو سٹیج کرنے میں جتنی کامیابی ہوسکتی ہے شاید آج تک نہ ہوئی ہو۔ تمام ڈرامے مزاحیہ رنگ میں لکھے گئے ہیں اور اتنے کامیاب ہیں کہ آپ انھیں پڑھ کر عش عش کر اٹھیں گے۔ قیمت ۸ر

کردار افسانے ۔ یہ دنیائے فسانہ کا گویا دوسرا حصہ ہے۔ قیمت ۸ر

مبادی فلسفہ

مولوی حسن الدین صاحب بی، اے، ایل، ایل، بی وکیل نے عام فہم اردو میں فلسفہ کے مبادیات بیان کئے ہیں۔ قیمت ۱۲ر

چھیتا بھائی

مرزا فہیم بیگ چغتائی ایک کہنہ مشق ادیب اور نغز گو شاعر ہیں۔ آپ نے اپنے بچپن کے حالات سیدھے سبھاؤ گھر کی روزمرہ میں تحریر کر دئے ہیں اتنی پر لطف اور دلچسپ کتاب ہے کہ ایک دفعہ شروع کرکے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ بچوں کے اخلاق سدھارنے کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ نیز زبان کے فصیح اور ٹکسالی ہونے کی وجہ سے بڑی عمر کے لوگ بھی استفادہ کرسکتے ہیں۔ حجم ۱۵۲ صفحات۔ قیمت آٹھ آنہ (۸ر)

سبدِ گل

پروفیسر محمد علم الدین سالک ایم۔ اے (علیگ) کے گیارہ ادبی، اخلاقی اور معاشرتی افسانوں کا مجموعہ، ہر افسانہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اچھوتا اور اس التزام کا سرمایہ دار ہے کہ اس کا مطالعہ قاری کے دل پر ایک مفید اخلاقی اثر چھوڑ جائے۔ قیمت ۱۲ر

خاقانی ہند

جدید آئین تنقید سے خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم ذوق مرحوم کے آرٹ اور شخصیت کا ایک عمیق مطالعہ از خادر ایم۔ اے قیمت ۱۰ر

نغمۂ روح

حضرت اختر انصاری دہلوی بہت جلد نوجوان شعراء کی صف اول میں آپہونچے ہیں۔ نغمۂ روح ان کے کلام کا مجموعہ ہے جس پر ملک کے بیشتر رسائل نے شاندار ریویو کئے ہیں۔ شاعری سے حس رکھنے والے صاحبان کو اسے ضرور خریدنا چاہئے۔ قیمت ۱۲ر

سیب کا درخت

انگریزی کے نوبل پرائز یافتہ ادیب گالز وردی کا شاہکار ہے جسے مشہور ادیب قاضی عبدالغفار نے اردو کا جامہ پہنایا قیمت ۱۲ر

القمر

سید راحت حسین صاحب بی۔ اے نے قوانین حرکت و سکون اور نظام شمسی کی حرارت اور چاند کے متعلق جتنے جدید انکشافات ہوئے ہیں سب کو جمع کر دیا ہے۔ قیمت ۱۰ر

ملنے کا پتہ

صدیق بک ڈپو لکھنؤ

ڈاکٹر

از جناب شوکت تھانوی

ہندوستان میں تعلیم اور تپ دق دونوں کی ترقیاں کچھ اس طرح ساتھ ساتھ جاری ہیں کہ یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ میڈیکل کالجوں سے ہر سال ڈاکٹر زیادہ برآمد ہوتے ہیں یا ہر سال دق کے مریض قبرستانوں میں زیادہ داخل ہوتے ہیں بہرحال بظاہر تو ڈاکٹروں ہی کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دق کے مریض شہرت پسند نہیں ہوتے اور نہ اپنے سائن بورڈ پر اپنا مرض لکھتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹروں کے سائن بورڈ تو اس کثرت سے نظر آتے ہیں کہ قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ آخر اتنے ڈاکٹروں کو مریض کہاں سے ملتے ہوں گے اور اگر اتنے ڈاکٹروں کے تناسب سے اس ملک کے لوگ بیمار بھی ہوتے ہیں تو آخر یہ محکمہ حفظان صحت کس مرض کی دوا ہے۔ دراصل ڈاکٹروں کی کثرت سے صرف دو ہی نتیجے نکلتے ہیں اول یہ کہ اس ملک کی سو فیصدی آبادی دائم المرض ہے دوسرے یہ کہ ڈاکٹر ڈاکٹری پاس کرنے کے بعد طبابت کے بجائے کوئی دستکاری سیکھنے پر مجبور ہوتے ہوں گے یا پولیس میں بھرتی ہو جاتے ہوں گے یا کسی فلم کمپنی میں نوکری کر لیتے ہوں سا س لئے کہ ڈاکٹروں کا تو یہ حال ہے کہ پیسے کے دو کا کھلا ہوا نرخ ہے کسی گلی کوچے میں چلے جائیے آپ کو ایک آدھ ڈاکٹر ضرور مل جائیگا۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس نہ سہی۔ ایل۔ ایم۔ پی ہی سہی ورنہ ہومیو پیتھک والے ایچ۔ ایم۔ پی تو ضرور ہی مل جائیں گے اور یہ سب گویا ان ڈاکٹروں کے علاوہ ہوں گے جو سرکاری اسپتالوں میں مفت علاج کرنے اور مفت علاج کے ساتھ ہی ساتھ مفت دوا بھی دینے کے لئے مقرر ہوتے ہیں اب بتائیے کہ آخر ان سب کو مریض کہاں سے ملتے ہوں گے اور انکی ڈاکٹری کیوں کر چلتی ہوگی۔ سرکاری ملازمت محدود ہے اور ڈاکٹروں کی تعداد لامحدود۔ نتیجہ یہ ہے کہ چند تو سرکاری ڈاکٹر ہو جاتے ہیں باقی سب بیوپاری ڈاکٹر بن کر پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں اور بالکل تجارت کے اصول پر اپنی ڈاکٹری چلاتے ہیں۔ ان بیچاروں کی گھریلو زندگی کیا ہوتی ہے اس کو دراصل باہر والے سمجھ ہی نہیں سکتے اور خود ہم کو بھی وہ نجی حالات قیامت تک معلوم نہ ہوتے اگر اسی قسم کے ایک پرائیویٹ ڈاکٹر صاحب ہمارے پڑوسی نہ ہوتے۔

ہمارے یہ پڑوسی ڈاکٹر صاحب اچھے خاصے مکان میں اچھی خاصی آن بان کے ساتھ رہتے تھے۔ مطلب یہ

فرنیچر بھی اچھا خاصہ تھا اور سوٹ بھی باقاعدہ پہنتے تھے۔ موٹر گو سکنڈ ہینڈ کے درجہ سے گزر کر تھرڈ ہینڈ ہو چکی تھی اور اس کو بیک نظر دیکھ کر دونوں کے ساتھ موٹر کہنا دشوار تھا مگر ہم کو معلوم ہے کہ وہ موٹر تھی ضرور اور اگر اس میں پٹرول ڈال دیا جاتا تھا تو چلتی بھی تھی یہ اور بات ہے کہ آواز اور رفتار کے اعتبار سے وہ کسی لاری اور چھکڑے کی سول میرج کی زندہ یادگار نظر آتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے سائن بورڈ پر ڈاکٹری کی ڈگری کا حوالہ بھی تھا اور خود ہم نے مزید تصدیق کرنے کے لئے وہ ڈگری بھی ان کے مطب میں آویزاں دیکھ لی تھی جس کے بعد یہ تو گویا طے ہی ہو گیا تھا کہ وہ سند یافتہ ڈاکٹر ہیں اب رہ گیا اس ڈاکٹری کا چلنا اس کو ہم نے ہمیشہ انکی موٹر کی طرح چلتے دیکھا اول تو آپ کے مطب میں مریض ہی کم نظر آتے تھے اور جو کوئی نامراد ایک مرتبہ نظر بھی آیا تو دوسری مرتبہ اس کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس جاتی تھیں۔ اس سلسلہ میں روایات ذرا مختلف ہیں۔ خود ڈاکٹر صاحب کا بیان یہ ہے کہ ایک ہی نسخہ میں چونکہ مریض بالکل تندرست ہو جاتا ہے لہٰذا وہ لوٹ کر نہیں آتا اور ان کی بیوی جو اخراجات کے سلسلہ میں مشکلات کا شکار رہتی تھیں اس بیان کی تردید کرتی تھیں بلکہ ان کا خیال یہ تھا کہ چونکہ مریض تمہارا علاج کرتے ہی مر جاتا ہے لہٰذا اس کو دوسری مرتبہ مطب آنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ ان دو بیانات میں ایسا زبردست تضاد ہے کہ ایک غیر متعلق آدمی نہ ڈاکٹر صاحب کی تائید کر سکتا ہے نہ ان کی بیوی کی رائے سے متفق ہو سکتا ہے۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب کی ظاہری شان و شوکت دیکھنے والے خواہ ان کو کچھ ہی سمجھتے ہوں مگر ہم تو روزانہ ان کے گھر کے جھگڑے سنا کرتے تھے لہٰذا ہم جانتے تھے کہ اس خوبصورت غلاف میں کس قدر بدصورت تصویر ہے اور اس عظیم الشان ڈھول میں کیسا زبردست پول ہے قصہ دراصل یہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ ذرا کھاتے پیتے گھرانے کی تھیں مگر ڈاکٹر صاحب اپنا سب کچھ اپنی تعلیم پر صرف کرنیکے بعد صرف ڈاکٹر بنے تھے اور اب ڈاکٹری کے بجائے اپنی بیوی کے زیورات کے رہین منت تھے مگر آپ جانتے ہیں کہ عورت زیور کو کیا سمجھتی ہے اور کن حالات کے ماتحت کس طرح زیور کو جدا کرتی ہے اور اس امتحان میں کس حد تک ثابت قدم رہ سکتی ہے۔ بہرحال واقعات کچھ ایسے تھے کہ بیوی اپنی جان سے بیزار تھیں اور ڈاکٹر صاحب مکاندار سے شرمندہ تھے جس کا کرایہ اس حد تک چڑھ چکا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے اس سے منہ چرانا شروع کر دیا تھا، گھر میں ہیں تو کہلوا دیا کہ مریض دیکھنے گئے ہیں راستہ گلی میں ملاقات ہو گئی تو بس ایک گھنٹہ کا وعدہ کر کے ٹال دیا اس کے ڈر کے مارے مطب میں بیٹھنا چھوڑ چکے تھے اور باہر نکلتے بھی تھے تو ذرا چوکنا اور مالک مکان سے نظر بھی بچائے ہوئے آخر ایک روز جب مکاندار نے کچھ نامناسب طریقہ پر دروازہ پر کچھ غیر مہذب کلمات کہے تو ڈاکٹر صاحب کی بیوی کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور اس دن ہم کو یہ معلوم ہوا کہ ایک ڈاکٹر کی گھریلو اور بیرونی زندگی میں کیا فرق ہوتا ہے۔ مکاندار کو تو خیر کسی نہ کسی طرح ٹال دیا مگر بیوی نے فیصلہ کن انداز سے ڈاکٹر صاحب سے کہا۔

"میں پوچھتی ہوں کہ آخر اس کو کب تک ٹالا جائے گا اور کب تک یہ بہانہ بازیاں ہوں گی اور ایک یہی کیا ہے ہر کام میں دقت ہو رہی ہے۔ بچوں کے اسکول کی فیس۔ بیمہ کمپنی کی قسط۔ آپ کی کتابوں کی قیمت دواؤں کے دام

یک بات ہو تو کہی جائے میں تو ہر طرف کے تقاضوں سے تنگ آگئی ہوں گر روپیہ کی صورت کہیں سے نظر نہیں آتی"۔
ڈاکٹر صاحب سعادتمندی کے ساتھ سنتے رہے اور اس کے بعد نہایت پریشانی کے ساتھ کہا۔
"آخر تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔ میں ڈاکٹر ہوں۔ ڈاکٹری کی سند موجود ہے۔ مطلب کرتا ہوں۔ نسخہ لکھنا جانتا ہوں۔ نبض دیکھ لیتا ہوں۔ آپریشن کر سکتا ہوں مگر حال یہ ہے کہ مہینوں کوئی مریض ہی نہیں ملتا۔ آخر میں مریضوں کو کہاں سے لاؤں۔ اگر کسی بازار میں مریض ملتے ہوتے تو شاید وہیں سے لے لے آتا"۔
بیوی نے جل کر کہا۔" تو پھر اس ڈاکٹری کمبخت کو چھوڑ دو نا آخر کب تک یوں ہی ایڑیاں رگڑی جائیں گی"۔
ڈاکٹر صاحب نے معصومیت کے ساتھ کہا۔" ڈاکٹر ہو کر ڈاکٹری کو کیسے چھوڑ دوں۔ آج تک کسی ڈاکٹر نے یہ بھی نہ کیا ہوگا کہ پاس کرے ڈاکٹری اور شروع کر دے ٹکٹ کلکٹری یا سب رجسٹراری"۔
بیوی نے کہا۔" پھر آخر بات کیا ہے کہ تم کو ڈاکٹری سے کوئی آمدنی نہیں ہوتی"۔
ڈاکٹر صاحب نے کہا۔" ایک مجھ ہی پر کیا منحصر ہے اسی سڑک پر چار ڈاکٹر اور تین ہومیو پیتھک کے ڈاکٹر رہتے ہیں اور میں تو ان میں سے ہر ایک کے مطلب میں سناٹا ہی دیکھتا ہوں۔ قصہ دراصل یہ ہے کہ بدقسمتی سے اس شہر کی آب و ہوا نہایت اچھی ہے اور یہ بھی ہمارا مقدر کہ کوئی وبائی مرض بھی یہاں شروع نہیں ہوتا اور کچھ دنوں کے لئے ذرا ہیضہ شروع ہوگیا تھا تو تم نے دیکھا ہوگا کہ مکاندار کا کرایہ بالکل ٹھیک وقت پر دیا گیا اور خود تم اس زمانہ میں بیحد خوش نظر آتی تھیں مگر یہ قسمت کی گردش ہی تو ہے کہ جب سے وہ ہیضہ گیا ہے آج تک اس شہر میں کسی کو چھینک تک نہیں آئی ورنہ میرے پاس کوئی تو مرا کھپا آتا"۔
بیوی نے کہا۔" اور وہ جو تم سوداگر صاحب کے لڑکے کا علاج کر رہے تھے ان سے تو کبھی کبھی کچھ مل ہی جاتا تھا"
ڈاکٹر صاحب نے گردن جھکا کر کہا۔" وہ غریب مر گیا"۔
بیوی نے کہا۔" اور وہ سیٹھ جی کی بہو بھی کیا تم نے مار ڈالی"۔
ڈاکٹر صاحب نے سر اونچا کر کے کہا۔" نہیں صاحب وہ کمبخت تو حیرت انگیز طریقہ پر اچھی ہوگئی میں نے لاکھ لاکھ اس کو بہلانا چاہا اور مرض کو ایک حالت پر قائم کر دینے کی ہر تدبیر کی مگر وہ ایسی بے حیا کہ اس کو ہر وہ دوا فائدہ کر گئی جس سے کہ نقصان ہونا چاہئے تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بالکل اچھی ہو کر چلی گئی دراصل یہ تمام باتیں مقدرات سے ہوتی ہیں"۔
بیوی نے کہا۔" تو کیا آج کل کوئی بھی مریض نہیں ہے"۔
ڈاکٹر صاحب نے کہا۔" دو مریض ہیں۔ ایک تو بیچارہ اس قدر غریب ہے کہ علاج کے علاوہ اس کی کچھ مالی امداد بھی کرنا چاہئے اور دوسرے صاحب کل سے ہیں ان سے ذرا امید ہے سنا ہے کہ مالی حالت اچھی ہے اور آنتوں کی دق میں مبتلا ہیں۔ تمام ڈاکٹروں نے آنتوں کی دق تجویز کر کے ان کو مایوس کر دیا تھا مگر میں نے محض ضعف معدہ تجویز کر کے

ان کو ذرا ٹھکا لیا ہے۔ کل تو وہ خود مطب میں آئے تھے مگر میں نے ان سے کہدیا ہے کہ آپ کے قتل درکار ہے
لہذا امید ہے کہ اب وہ مجھ ہی کو بلائیں گے اور میں ان کا اس قابلیت سے انشاءاللہ علاج کروں گا کہ ——

بیوی نے بات کاٹ کر کہا کہ "وہ جلدی سے اچھے ہو کر چلے جائیں تو یہ سلسلہ بھی جائے"۔

ڈاکٹر صاحب نے جھلا کر کہا: "اجی لاحول ولا قوۃ۔ پہلے پوری بات تو سن لیا کرو۔ قابلیت سے علاج کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اپنا معتقد بناؤں گا۔ دو نسخوں سے فائدہ ہوا تو تیسرے میں پھر ان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ فوراً مجھ کو بلائیں پھر ذرا ان کی حالت میں سکون پیدا کر دیا اور پھر اونی فیس کے حالات پیدا کر دیے اگر یہ سلسلہ کچھ دن چل گیا تو مکان کا ادا کرایہ انشاءاللہ ادا ہو جائے گا اس لئے کہ مریض کی حالت ابھی ایسی ہے کہ اس کو کچھ دنوں اسی مدوجزر میں رکھا جائے"۔

بیوی نے کہا: "میں تو اس کمبخت ڈاکٹری کو خدا جانے کیا سمجھا کرتی تھی اور ڈاکٹروں کی آمدنی میرے خیال میں ہمیشہ بہت ہی زیادہ ہوتی تھی۔ مگر میں پوچھتی ہوں کہ آخر یہ جو بڑے بڑے ڈاکٹر ہیں۔ ان کو آخر مریض کہاں سے مل جاتے ہیں"۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا: "اوہو۔ یہ تمہارے سمجھنے کی چیز نہیں قصہ دراصل یہ ہے کہ روپیہ، روپیہ کو کھینچتا ہے وہ اچھی دھج کی کوٹھی میں رہتے ہیں اور فضول بھی اپنے موٹر کو ادھر ادھر دوڑاتے رہتے ہیں تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ ڈاکٹری چل رہی ہے حالانکہ محض موٹر چلتی ہے، ڈاکٹری اتنی نہیں چلتی مگر رفتہ رفتہ موٹر کی طرح ڈاکٹری بھی چلنے لگتی ہے اب اگر میں اسیطرح موٹر دوڑاؤں تو جس طرح نکا نمار نے جینا دوبھر کر دیا ہے اسی طرح پٹرول والے ناطقہ بند کر دیں اور موٹر، روزانہ کارخانہ میں درست کیلئے کھڑی ہوئی نظر آئے۔ یوں بھی جب میں اس پر نکلتا ہوں تو لوگ دور دور کھڑے دیکھتے ہیں کہ یہ کیا چیز ہے"۔

بیوی کچھ کہنا چاہتی تھیں کہ باہر سے ڈاکٹر صاحب کو کسی نے آواز دی اور ڈاکٹر صاحب نے گڑبڑا کر اٹھتے ہوئے کہا: "یہ وہی مریض ہے جس کا میں ابھی ذکر کر رہا تھا ذرا اس سے کہلوا دیجئے کہ ڈاکٹر صاحب مریضوں کو دیکھنے گئے ہوئے ہیں آتے ہی ہوں گے آپ مطب میں بیٹھئے اتنی دیر میں میں کپڑے پہن کر پشت کے دروازہ سے نکل جاؤں گا"۔

یہ کہہ کر ڈاکٹر صاحب اُدھر کپڑے پہننے گے اور ادھر ہم نے کپڑے پہننا شروع کئے کہ آج ڈاکٹر صاحب کے مطب کی سیر کریں گے اور ان کی یہ گھریلو حالت دیکھنے کے بعد ان کے مطب کی شان دیکھیں گے چنانچہ جس وقت ہم پہنچے ہیں اسوقت تک ڈاکٹر صاحب مطب میں تشریف نہیں لائے تھے اور ہم کو اسی مریض سے ڈاکٹر صاحب کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ مریضوں کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے ہیں مگر ہمارے پہنچنے کے بعد ہی ڈاکٹر صاحب اپنا ہینڈ بیگ لئے ہوئے اس طرح تشریف لے آئے کہ گویا واقعی سیکڑوں مریضوں کو دیکھ کر آرہے ہیں۔ مطب میں آتے ہی آپ نے حیرت سے اس مریض کو دیکھ کر کہا۔

"آپ غالباً وہ مریض ہیں جن کے متعلق میں نے مشورہ دیا تھا کہ آپ نقل و حرکت نہ کریں؟"

مریض نے کہا: "جی ہاں میں وہی ہوں گر میں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی اس لئے کی کہ آج مجھ کو یوں بھی اٹھنا ہی تھا اس لئے کہ ایک مقدمہ کی آج پیشی ہے لہذا میں نے کہا کہ آپ کو بھی دکھا دوں۔"

ڈاکٹر صاحب نے اپنے چہرے پر خطرہ کی زنجیر لٹکاتے ہوئے کہا "مگر جناب زندگی اور تندرستی سب سے مقدم ہے بہر حال یہ میرا مشورہ ہے کہ آپ نقل و حرکت نہ کریں ورنہ جو چیز آج محض ضعف معدہ ہے وہی ترقی کرکے آنتوں کو زخمی کر سکتی ہے اور دوسرے ڈاکٹروں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہو سکتا ہے۔"

مریض نے کہا "میں آئندہ احتیاط رکھوں گا مگر آج دیکھ لیجئے۔"

ڈاکٹر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا "مجھے دیکھنے میں کوئی عذر نہیں مگر دیکھنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لئے کہ نقل و حرکت کے بعد آپ کے تمام نظام میں ایک ہیجانی کیفیت ہوگی اور اس ہیجانی کیفیت میں کچھ سمجھ نہ سکوں گا۔"

ہم نے ڈاکٹر صاحب کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا "چلنے پھرنے سے تو واقعی ضعف معدہ نہایت خطرناک ہو جاتا ہے اکثر آنتیں اُلٹ جاتی ہیں اور معدہ کا منھ پھر جاتا ہے۔"

ڈاکٹر صاحب نے آنکھیں پھاڑ کر کہا "جی ہاں میرے پاس ابھی چار دن پہلے ایک مریض تھا اس نے چلنا پھرنا نہیں چھوڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ضعف معدہ نے پیٹ کی دق کی شکل اختیار کرلی ہے اب وہ مہلک پیچش شروع ہو گئی ہے جس کا علاج لقمان کے پاس بھی نہیں ہے۔ میں ان کے سلسلہ میں اسی لئے ڈرتا ہوں حالانکہ پھر میرے لئے خود دقت ہو جائے گی کہ وقت نکال کر ان کو دیکھنے جاؤں اس لئے کہ آجکل تو مریضوں کی کثرت کی وجہ سے وقت ہی نہیں ملتا۔ صبح چھ بجے کا نکلا ہوا اب آیا ہوں اور اب پھر جاکر غالباً رات کو نو دس بجے چھٹی ملے گی مگر جس طرح بھی ہوگا ان کو دیکھوں گا۔ مجھ کو تو ان کا علاج کرکے یہ بتانا ہے کہ ذرا سی بات کو یہ ڈاکٹر محض فیس وصول کرنے کیلئے کسقدر خوفناک ثابت کرتے ہیں آپ کو ذرا سخت قسم کا ضعف معدہ ہے اس کو دق تجویز کر دیا ہے۔"

مختصر یہ کہ اس مریض کو ڈاکٹر صاحب نے یوں ہی ٹال دیا۔ معلوم نہیں کہ پھر اس نے ڈاکٹر صاحب کو گھر پر بلایا یا نہیں۔ بہر حال اب ڈاکٹر صاحب ہمارے پڑوسی نہیں ہیں اس لئے کہ مکاندار سے آخر نہ نبھ سکی اور ڈاکٹر صاحب ایک کم کرایہ کے مکان میں رہنے پر مجبور ہوئے۔ ان کا مکان اب ایک گلی میں ہے جس کے دروازہ پر سائن بورڈ مع ڈگری کے لٹک رہا ہے اور وہ ٹوٹا ہوا موٹر کھڑا ہے جس سے محلہ کے بچے کھیلتے ہیں۔

اسلام اور اچھوت

(از حضرت بسمل سعیدی، جوشی)

السلام اے امن صدق و صداقت! السلام
السلام اے معدن حق و حقیقت! السلام

گوش بر آواز سنتے تیری صدائے حق کے ہم
مانگتے ہی کیا تھے دنیا سے سوائے حق کے ہم

اے کہ تجھ پر سارے ادیان و ملل قربان ہیں
اے کہ سارے خلق کے سر پر ترے احسان ہیں

تو ہی اک پیغام حق ہے اولین و آخری
ابتدا بھی تو نے کی اور انتہا بھی تو نے کی

کر دیا درس مساوات و اخوت تو نے عام
رحمت حق بن گئے کر دی حق کی رحمت تو نے عام

جس عقیدے میں نہ ہو تو کفر ہے ایمان نہیں
منکر اوصاف جو تیرا ہے وہ انساں نہیں

جو نہ ہو تجھ میں، خوش اسلوبی نہیں وہ عیب ہے
جس کا تو مبنیٰ نہ ہو، خوبی نہیں وہ عیب ہے

تیری تعلیمات، تعلیمات انسانی نہیں
کس طرح کہہ دے کوئی تو دین ربانی نہیں

اک طرف شاہنشہ عالم ترے حلقہ بگوش
اک طرف ہم اور ہمارے واسطے تو سر بدوش

کیا مساوات و رواداری تری اسلام ہے
واقعی اسلام! تو حق کی صلائے عام ہے

باوجود اس علم کے پیش نظر اک بات ہے
آ رہے ہیں ہم تری جانب مگر اک بات ہے

جس قدر ماضی سے تیرے ہے طمانیت ہمیں
اس قدر ہی تیرے مستقبل سے دہشت ہے ہمیں

حال کی تیرے جو حالت آج ہے پیش نظر
ہے بہت مایوس کن، ہمت شکن اور پرخطر

تجھ سے تیرے پیروان حال ہیں اپنی مراد
جنہیں خود بھائی سے بھی پہنچے نہیں ہو بھائی شاد

ہے مساوات و اخوت تجھ میں یا اُن میں بھی ہے
تجھ میں جو خوبی ہے اے اسلام! کیا اُنہیں بھی ہے؟

کیا وہ اخلاص و محبت ہم سے برتا جائے گا؟
اپنے پہلے بھائیوں سے جو نہیں اب تک روا

پوچھ لے طرز عمل سے پیرؤوں کے اپنے تو
ہم سے پہلے اپنا اطمینان کر لے اُن سے تو

پھر کہیں ایسا نہ ہو، ہم کو بلا کے ہو خجل!
میزباں، ایسا نہ ہو مہماں کے آ گئے ہو خجل

سب سے گھر والوں کو پہلے علم اس دعوت کا دے
اختیار اُن کو ذرا اغیار پر رحمت کا دے
پہلے اُن کے حوصلوں کو، ہمتوں کو دیکھ لے
اُن کی جو آپس میں ہیں اُن حالتوں کو دیکھ لے
سچ بتا دے ان مسلماں کے آقا و خدم
ایک دسترخوان پر کھاتے ہیں کیا کھانا بہم؟
کس قدر احساس اپنے بھائی کا رکھتے ہیں یہ؟
کس قدر ایثار آپس میں روا رکھتے ہیں یہ؟
اغنیا کیا ان کے عشرت میں بسر کرتے نہیں؟
کیا مساکین ان کے فقر و فاقہ میں مرتے نہیں؟
ان میں کیا سرمایہ داری اور مزدوری نہیں؟
کیا نہیں ہے ان میں استبداد، مجبوری نہیں؟
مٹ گئیں ذہنوں سے کیا پیشہ وروں کی ذلتیں؟
کیا نہیں ہیں ان میں اے اسلام! قومی لعنتیں؟
شیخ، سید، میرزا، افغان ذاتیں کس کی ہیں؟
تیری کیوں ہونے لگیں لیکن یہ باتیں کس کی ہیں؟
ایک ہے تیری نظر میں "رتبۂ شاہ و گدا"
پیروؤں کا حال بھی تو دیکھ تو اپنے ذرا
دیکھ لے تو خود انھیں جو حاکم و محکوم ہوں
جائزہ دونوں کا لے جو خادم و مخدوم ہوں
واقعہ یہ ہے کہ اے اسلام! تو اسلام ہے
پیروی تیری مگر اب اک خیالِ خام ہے
آج بھی ممکن ہے کیا بھوکے نہ مرتے ہوں یتیم!
آج بھی زندہ ہیں کیا تیری روایاتِ قدیم؟
حق کی خاطر جو کرے لختِ جگر پر دار و گیر
آج ہے تیرے امیروں میں کوئی ایسا امیر؟

پیش کر سکتے ہیں اپنوں میں سے کوئی مرسلین
مظہرِ خلقِ عظیم و رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن
کعبہ اب بھی ہے، خدا اب بھی ہے، قرآں اب بھی ہے
اب بھی ہے اسلام، لیکن کیا مسلماں اب بھی ہے؟
تیری جانب آئیں ہم کیا اور کس کو دیکھ کر؟
پیش کر کوئی مثال آ جائیں جس کو دیکھ کر
ورنہ پھر اک شاہراہِ نو کا ہم کھولیں گے باب
مقصدِ تخلیقِ انساں کا جو ہو لبِّ لباب
پاک ہو جو مذہبیت کے ہر اک الزام سے
اک صراطِ مستقیم انسانیت کے نام سے

آہ اے جویانِ حق! اے گم کردہ راہِ صواب
تم تو تھے میرے مخاطب، تم سے تھا میرا خطاب
تم اگر ہو معترف میرے، مرے اسلاف کے
دیکھتے ہو عیب کیوں ان ناخلف اخلاف کے
جو بھی کچھ کہتے ہو سچ کہتے ہو تم اُن کے لئے
مجھ سے بدظن کیوں مگر رہتے ہو تم اُن کے لئے
تم مرے معیار پر ان کے عمل پرکھو ذرا
میرے آئینہ میں ان کے خال و خد دیکھو ذرا
پھر تمھیں ان میں نظر آئیں مسلماں جس قدر
تم پہ ثابت ہو سکیں ان میں سے انساں جس قدر
پیش کرتا ہوں تمھارے سامنے اُن کی نظیر
ہیں ابھی ایسے بھی جو رکھتے نہیں اپنی نظیر
چھوڑ بیٹھے جو مجھے، تم ان کا قصہ چھوڑ دو
مجھ سے رشتہ توڑنے والوں سے رشتہ توڑ دو
عارضی مقبولیت ہے جیسے جدت کے لئے
یوں ہی ناقدری ہے دنیا میں قدامت کے لئے

اب میں اُن کے واسطے اک رسم فرسودہ سا ہوں
اب میں ان کے واسطے اک شعرِ افسردہ سا ہوں

اب تصنع آگیا اُن میں تکلف آگیا
ہر طرح اب مجھ میں اور اُن میں تخالف آگیا

مجھ میں اب اُن کے لئے باقی حلاوت کچھ نہیں
مجھ میں ان کے واسطے اب جاذبیت کچھ نہیں

نعمت دارین سے محروم سرگشتہ ہوئے
اُن سے پہلے جانے کتنے مجھ سے برگشتہ ہوئے

مجھ کو دیکھو تو بدستور اب بھی میں اسلام ہوں
نعمتِ دارین کا ضامن، صلائے عام ہوں

اب اگر میرا کوئی وارث نہیں، حامی نہیں
آدمیت کی ہے کوتاہی مری خامی نہیں

جس طرح پائے جہاں پائے مجھے لے لے کوئی
مجھ کو اپنی اک متاعِ گمشدہ سمجھے کوئی

تم مری تاریخ پیشیں کے ورق اُلٹو ذرا
جو بھلائے جا چکے ہیں وہ سبق اُلٹو ذرا

جب بساطِ ارض پر جہل و ضلالت عام تھی
یعنی انسانوں سے جب انسانیت بدنام تھی

کیسے کیسے لوگ اور کس قوم سے پیدا ہوئے
رحمۃ للعٰلمین جس قوم سے پیدا ہوئے

تم پہ بھی اتنے نہیں جتنے مظالم اس میں تھے
تم بھی ایسوں میں نہیں ہو جیسے ظالم اس میں تھے

غور سے کرکے مطالعہ میری تعلیمات کا
جائزہ لو پھر ذرا اس قوم کے حالات کا

ناپذیرائی کو مجھ سے وہ پذیرائی ملی!
میرے صدقے میں غلاموں تک کو آقائی ملی

جذبۂ اخلاق انسانوں میں پیدا ہو گیا
جوہرِ انسانیت مجھ سے ہویدا ہو گیا

رفتہ رفتہ پشت کر کے جو عقبیٰ کی طرف
ہو گئے مائل وہ مکروہاتِ دنیا کی طرف

اب نظر آتا نہیں تم کو مسلماں گر کوئی
اب اگر رکھتا نہیں اسلام کا جوہر کوئی

تم مساوات و اخوت کو [illegible]
تم مجھے روشن کرو اب تم مرے جوہر دکھاؤ

ساری دنیا کے لئے ضرب المثل بن جاؤ تم
اور میرے واسطے نعم البدل بن جاؤ تم

دیکھتے ہو ان مسلمانوں کے تم احوال کیا
میری تعلیمات کو دیکھو ہے اُن کا حال کیا

میری تعلیمات! وہ جن میں پذیرائی بہت
جن میں گیرائی بہت جن میں گوارائی بہت

میری تعلیمات! تعلیمات انسانی نہیں
ان میں کچھ تمیزِ ایرانی و تورانی نہیں

میری تعلیمات! نامحدود دیوارِ وطن
میری تعلیمات ہیں بے لوث پندارِ وطن

جو بہاریں ہیں مری اُن کا چمن ہے لا اِلٰہ
جو ہیں میرے تبع اُن کا وطن ہے لا اِلٰہ

امتیازِ رنگ و قوم و نسل سے جو پاک ہیں
میری تعلیمات بھی میری طرح بیباک ہیں

پیروؤں سے میرے بڑھ کر کون ہے تفصیل میں
بادشاہت ہے مرے احکام کی تعمیل میں

"دائمی آرام" گر لینا ہے عقبیٰ میں تمہیں
آدمی بن کر اگر رہنا ہے دنیا میں تمہیں

میری دعوت پر کہو لبیک جان و دل سے تم
لو صراطِ مستقیم اپنی رہِ باطل سے تم

یہ مرے برتاؤ نے دنیا پہ ثابت کر دیا
اس عقیدے سے دماغوں کو دلوں کو بھر دیا

آدمی ہے آدمی صدقے میں میرے نام کے
آدمیت نامکمل ہے بغیر اسلام کے

کیا بنا سکتے ہو تم ہٹ کر اگر اسلام سے
اک صراطِ مستقیم انسانیت کے نام سے

وہ بھی میرا نام ہے اور یہ بھی میرا نام ہو
یعنی جو انسانیت ہے بس وہی اسلام ہو

(منقول از نظام الشرائع)

معاشرتی مکالمہ

اندرون خانہ
ماں اور بیٹے کے درمیان گفتگو

(از جناب جمیل صاحب طالب علم کرسچین کالج لکھنؤ)

بیٹا:۔ تب تم نے اُسی دن کیوں نہ بتایا۔

ماں:۔ بتا کر کیا کرتی۔ کیا تم بچے ہو۔

بیٹا:۔ کیسی باتیں کرتی ہو۔

ماں:۔ باتیں ۔ واتیں ۔ تم اپنی اس دُلاری بیوی کو لے کر یہاں رہو۔ میں جدھر سینگ سمائیں گے چلی جاؤں گی بہت دن میری چھاتی پر کودوں دَلے گئے۔ توبہ خدا کی پناہ ہے۔ میں باز آئی۔ او لونڈے دیکھ ڈولی بلالا میں ابھی منھ....

بیٹا:۔ یہ تو معقول بات نہیں ہے۔ دیکھو میں اس کو.......

ماں:۔ اس کو.... ٹسکو.......

بیٹا:۔ ذرا ٹھنڈے دل سے بات کرو، ماں!

ماں:۔ خدا کی مار تیری ماں کے اوپر۔ اماں تیری وہ ہے جس کے لئے ساری لایا بنارس سے، ناک کی کیل۔ انگریزی ہتھکڑیاں، کرسٹانوں کی کتابیں۔ اور خاک دھول۔ اس کے لئے روز آتا ہے مجھ کو تو نے پوچھا کبھی۔ خدا تجھ سے سمجھے گا۔ تیس دھار کا دودھ پلا کر اتنا بڑا کیا۔ راتوں کو نیند حرام کی۔ آرام کو آرام نہ سمجھی۔ بڑی چاہ سے شادی بیاہ کیا کہ ہم کو چین ملے گا۔ ہماری بھی بہو ہو گی۔ خدا کی مار ایسی بہو پر اور تجھ پر...... تو نے مجھ کو بہت پریشان کیا۔ مجھ کو دانتوں چنے چبوا دئیے (رُو کر) اے خدا میرا کوئی نہیں۔ لاوارث ہوں تو اس حال زادی سے سمجھنا جس نے میرے لڑکے کو چھینا اور اس لونڈے کو دیکھنا جس نے اس کو اپنی اماں بنایا۔

بیٹا ۔ کیسی بے عزتی کر رہی ہو۔ تم کو خیال نہیں آتا۔ تمہاری آواز باہر جاتی ہے لوگ کیا کہیں گے۔

ماں ۔ باہر۔ ارے ابھی تو دیکھئے گا کیسی تھپڑی بجتی ہے۔ میں یہاں تیری بےعزتی کراؤں گی .... ارے سو کے بچے۔ ذرا دل لا کر نہیں۔

بیٹا ۔ ماں ایسا ہی تھا تو تم نے میری شادی ہی کیوں کی تھی۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کے لئے کتابیں لائے زیور لائے تو حرج کیا ہے۔

ماں ۔ حرج۔ ارے خدایا وہ سب کچھ ہو گئی اور میں جس نے پال پوس کے اتنا بڑا کیا۔ کچھ نہ ہوئی۔

تم ماں ہو۔ میں بھی تمہارا ہوں اور بہو بھی تمہاری ہے لیکن تم کو بتاؤ ماں کی طرح کرنا چاہئے اس میں حرج کیا ہے اگر میں نے زیورات ان کو لا کر دئے اور کتابیں لایا اور جو کچھ لایا۔

ماں ۔ یہ لایا۔ وہ لایا اور میرے لئے بھی کچھ لایا تھا کہ نہ۔ ماں یہ تم تو میرا کلیجہ بھی ٹھنڈا ہو جاتا۔

بیٹا ۔ ماں کیسی باتیں کرتی ہو تمہارا تو سب ہے ہی۔ تم کو تو اپنی بہو کو دیکھ کر خوش ہونا چاہئے اس کا پہننا، سجنا تمہاری خوشی کا باعث ہونا چاہئے اور تمہارے لائق جو کچھ سمجھا وہ تم کو لا کر دیا۔

ماں ۔ ارے تیری تو ہے وہ چہیتی۔ ادھر دفتر سے آیا اُدھر پھسر پھسر باتیں شروع ہو گئیں۔ اس کمرے سے باہر تک آنا دشوار ....

بیٹا ۔ ماں، بس کرو۔ تم نے تمام زندگی والد کو پریشان کیا وہ صحیح کہتے تھے اب میری باری ہے۔ بہو کی باری ہے میں مجبوراً تم کو یہ بتاتا ہوں کہ تم ماں ہو اور وہ زوجہ تمہارا حق مجھ پر اور ہے اور ان کا اور۔ دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ نہیں کیا جا سکتا۔

اندرونِ خانہ

تعلیمیافتہ زوجہ اور خاوند کے درمیان گفتگو

کمار ۔ موہنی۔ ایک بات تم سے پوچھیں۔

موہنی ۔ تم اب میرا نام نہ لیا کرو۔ ابھی مہرا اسی جگہ تھا۔ سن لیتا۔

کمار ۔ سُن لیتا تو تم کو .... اچھا ٹھیک ٹھیک بتانا۔ کیا تم کو شرم آجاتی؟

موہنی ۔ اور شرم تم کو بھی ضرور آتی۔

کمار ۔ میں تو ہوں مرد ذات۔ مجھ کو کیوں شرم آتی۔ شرم تو تم کو۔

موہنی۔ کیوں تم آدمی نہیں ہو۔ آدمی آدمی سب برابر۔
کمار۔ ہاں۔ ہاں میں تو آدمی ہوں۔ لیکن اب تم کو ثابت کرنا ہے کہ تم آدمی کیسے ہو؟ دیکھو ڈارون کا ذکر نہ کرنا۔
موہنی۔ (ہنس دی) اچھا تم پوچھ کیا رہے تھے۔
کمار۔ کل رات کو خواب میں ایک بہت زبردست اور نہایت پیچیدہ معمہ میرے دماغ میں آیا۔ آج صبح سے
میں اسی کو حل کر رہا ہوں ابھی تک حل نہیں ہوا۔
موہنی۔ اور پہلے اس بات کو تو حل کر لو کہ اس وقت بھی تو تم خواب نہیں دیکھ رہے ہو۔
کمار۔ ہنسی کی بات نہیں ہے۔ نہایت سنجیدہ بات ہے۔
موہنی۔ اچھا فرمایئے۔
کمار۔ تب تم کو اس کا حاصل بتانا پڑے گا
موہنی۔ اور تم کو فیس دینا پڑے گی
کمار۔ وہ بات بھی میرے فائدے کی تو ہے نہیں۔ تمہارے ہی متعلق معمہ ہے
موہنی۔ اچھا تب۔
کمار۔ اچھا بُرا تو مجھ کو معلوم نہیں، یہ ضرور جانتا ہوں کہ پرانے فلسفی کہہ گئے ہیں کہ اپنے کو پہچان لو۔ میں نے اپنے کو
تو پہچان لیا ہے۔ اب ......
موہنی۔ جی اب ......
کمار۔ اب یہ کہ تمہارے لئے محنت باقی ہے۔ تم بتاؤ کہ تم کیا ہو عورت ہو کہ مرد؟
موہنی۔ (ہنس دی)
کمار۔ ہنسنے کی بات نہیں ہے۔ سنجیدگی سے غور کرو۔
موہنی۔ آپ اپنے کو لڑکا کہتے ہیں۔ اس لئے میں اپنے کو لڑکی کہتی ہوں۔
کمار۔ لیکن اس کا ثبوت کیا ہے کہ تم لڑکی ہو؟
موہنی۔ اچھا لڑکی نہیں عورت صحیح۔
کمار۔ ہاں! ہاں!! ابھی تک میرا سوال باقی ہے۔ تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ تم عورت ہو؟
موہنی۔ (ہنس دی) اول تو سب لوگ چھوٹی عمر سے مجھ کو ایسا ہی کہتے رہے۔
کمار۔ ممکن ہے لوگوں نے غلطی سے تم کو ایسا کہنا شروع کر دیا ہو۔ لیکن تمہارے پاس لڑکی ہونے کا کیا ثبوت ہے؟
موہنی۔ ہوں۔ تو آپ کا معمہ ہے بہت پیچیدہ۔ لیکن آپ کون ہیں؟

کمار:۔ میں - میں -

موہنی:۔ میں - میں نہیں جلدی بتائیے -

کمار:۔ میں ....

موہنی:۔ تو آپ میں ہیں -

کمار:۔ (ہنس دیتا ہے)

موہنی:۔ دیکھئے ہنسئے نہیں - یہ بہت سنجیدہ مسئلہ ہے (کمار قہقہہ مار کے ہنس پڑتا ہے)

موہنی:۔ جی تو آپ کون ہیں -

کمار:۔ اچھا فرض کر و کہ میں لڑکا ہوں -

موہنی:۔ کیوں فرض کروں میں ؟

کمار:۔ اچھا میں کہتا ہوں کہ میں لڑکا ہوں -

موہنی:۔ ہوں ...... تو ثبوت کیا ہے آپ کے پاس لڑکا ہونے کا ۔ ممکن ہے لوگ آپکو ابتک غلطی سے لڑکا کہتے رہے ہوں

کمار:۔ (قہقہہ مار کے ہنس دیتا ہے) اچھا موہنی میرے پاس ایک ثبوت ہے -

موہنی:۔ وہ کیا ہے ؟

کمار:۔ میں لڑکا اس لئے ہوں کہ میں تم محبت کرتا ہوں

موہنی:۔ اور اسی لئے میں بھی لڑکی ہوں کہ میں تم سے ....

اندرونِ خانہ

ایک تعلیمیافتہ اُلٹی دنیا کے خاوند اور زوجہ کے درمیان گفتگو

خاوند:۔ کیوں جی تم نے دروازہ کھولنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ؟

زوجہ:۔ (خاموش)

خاوند:۔ جواب دو -

زوجہ:۔ سو گئی تھی -

خاوند:۔ تمام دن دروازہ کھلا رہتا ہے اور آپ دروازہ پر رہتی ہیں لیکن ہمارے آنے کے وقت دروازہ بند - سو گئی تھی -

زوجہ:۔ اتنی رات گئے تک باہر رہتے ہو - ہم سے نہیں جاگا جاتا -

خاوند:۔ تو کیا تمھارے پاس منو بلائی بنے بیٹھے رہیں ؟

زوجہ:۔ چاہے جو کچھ ہو - میں کل سے دروازہ نہیں کھولوں گی -

خاوند۔ دیکھو میں تم سے کئی مرتبہ منع کرچکا ہوں۔ مجھ سے زبان نہ لڑایا کرو۔ تم کو نہ خدا کا ڈر ہے نہ رسولؐ کا۔ خاوند سے زبان لڑانے کو تیار ہیں۔ یہ نہیں معلوم کہ خدا نے خاوند کا مرتبہ کیا رکھا ہے۔
زوجہ۔ خدا جانتا ہے تم نے مجھ کو کس قدر پریشان کیا ہے ابھی میں گئی تو واپس نہ آؤں گی۔
خاوند۔ واپس آئے گی تیری شئی۔ تو ہمارے بس کی ہے۔ ہم تیرے بس کے نہیں۔ ہم عورتوں کے بس میں رہنے والے خاوند نہیں۔
زوجہ۔ دیکھو تکرار کروگے تو اچھا نہیں ہوگا۔
خاوند۔ اچھا نہیں ہوگا۔ بُلا اپنے باپ کو، دیکھیں وہ کیا کرتا ہے۔ ہے تیرا کوئی حمایتی؟
زوجہ۔ آج باپ ہوتے تو کاہے کو یہ باتیں سُننا پڑتیں۔
خاوند۔ تیری اور تیرے باپ دونوں کی ایسی تیسی۔
زوجہ۔ دیکھو میرے مرے ہوئے باپ کو بُرا نہ کہو۔
خاوند۔ میں کہتا ہوں تو اپنا منہ بند کر۔
زوجہ۔ (چیخ کر) تو خود تو۔ تو۔ تو تیرے خاندان والے تو۔　　(خاوند ایک ہاتھ سے ڈھکیل دیتا ہے)
زوجہ۔ اچھا مارو۔ مارو۔
خاوند۔ چُپ۔
زوجہ۔ نہیں چپ رہیں گے دیکھیں تم کیا کرتے ہو۔
خاوند۔ دیکھو میں تم سے کہہ رہا ہوں۔
زوجہ۔ لے مار۔ تجھ کو سیدھے ہاتھ کا کھانا حرام ہے اگر نہ مارے۔ تجھکو اپنی اس چہیتی کی قسم جو نہ مارے۔ مار کے دکھا۔
(خاوند ایک لات مارتا ہے)
زوجہ۔ (شعلہ کی طرح بھڑک کر) آج میں جان دے دوں گی۔ .... نہیں چپ ہوں گی۔ نہیں چپ ہوں گی۔ نہیں چپ ہوں گی۔ چاہے قیامت آجائے نہیں چپ ہونگی۔" (خاوند ایک طمانچہ رسید کرتا ہے)
زوجہ۔ ہائے میرے خدا۔ نہیں چپ ہوں گی۔ نہیں چپ ہوں گی۔ تو..... (خاوند دوسرا طمانچہ رسید کرتا ہے)
زوجہ۔ مرجاؤں گی۔ مرجاؤں گی۔ نہیں چپ ہونگی، نہیں چپ ہونگی (خاوند لاتیں طمانچہ خوب رسید کرتا ہے)
زوجہ۔ (ہانپتے ہوئے) ہائے رے، ہائے رے۔ نہیں چپ... ہوں گی۔
(خاوند دوبارہ لاتیں۔ گھونسے۔ طمانچے اسقدر مارتا ہے کہ تھک جاتا ہے۔ محلہ کی عورتیں گھر میں گھس آتی ہیں۔ بچانے لگتی ہیں)
زوجہ۔ آج اسی جگہ میری قبر بنے گی۔ میں..... چُپ..... نہیں..... ہو سکتی۔ نہیں چپ ہونگی نہیں چُپ ہونگی
خاوند۔ خدا کی پناہ ہے اس ڈھیٹ عورت سے۔ میں اس گھر کو پھونک دوں گا۔ اپنا منہ کالا کر لوں گا۔
(جی جیسے آپ ہیں ویسی آپ کی زوجہ ہیں)

ایک مختلف تجربہ

بابو جی اور بیوائن

بابو جی:۔ کیا بن رہا ہے؟
بیوائن:۔ ابھی تو کچھ نہیں بنا
بابو:۔ تو ہم کھا کر کیا جائیں گے؟
بیوائن:۔ ننا رو رہا تھا۔ کھانا کیسے بناتی۔
بابو:۔ ننا پنا۔ اب یہ بتاؤ کہ ہم سارے دن بھوکے دفتر میں رہیں گے۔
بیوائن:۔ ہم ابھی بنائے لیتے ہیں۔
بابو:۔ مت بناؤ۔ سارے دن ہم تمہارے کھانے کے لئے بیٹھے رہیں گے۔
بیوائن:۔ (چپ ہو کر آگ روشن کرنے لگتی ہے)
بابو:۔ اس میں کیا ہے۔ یہ کیا یہ تو دفتر کے کاغذ ہیں۔ کچھ جلا بھی دئے۔
بیوائن:۔ ارے .... (دھیمی آواز میں) ننکو لے آیا تھا۔ میں سمجھی اس نے اسکول کا غذ ردی کر ڈالے ہیں۔
بابو:۔ (برتن الگ پھینک کر) ہوں ....
بیوائن:۔ (سر نیچے جھکائے ہوئے خاموش)
(بابو جی مارنا شروع کرتے ہیں۔ بیوائن کے منہ سے آواز تک نہیں نکلتی البتہ پیٹھ پر جو گھونسے پڑے ان کی آواز ضرور سنائی دی) دادا جی آجاتے ہیں۔
دادا:۔ ہٹ الگ۔ نالائق۔ کیا کرتا ہے۔

مطبوعات جدیدہ

میری کہانی پنڈت جواہر لال نہرو کی "آپ بیتی" کا ترجمہ نہایت سلیس اور شگفتہ زبان اور اصل انگریزی کی طرح زور بیان۔ ہندوستان کی موجودہ سیاسی تاریخ پر ایک بے نظیر کتاب ہے۔ نوجوانوں کے قائد اعظم نے ہماری تحریکوں اور ہمارے رہنماؤں کے متعلق کن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ضخامت تقریباً گیارہ سو صفحے۔ قیمت مجلد للعہ

میدان عمل ملک کے مشہور و معروف ادیب سحر طراز قلم منشی پریم چند کا بے نظیر ناول جوان کے تمام پچھلے کارناموں پر بھاری ہے۔ میدان عمل میں ملک کی موجودہ بیداری اور بے چین روح کی ایک جھلک ہے قیمت عہ

خیام خیام کے سوانح، تصنیفات اور فلسفہ پر تبصرہ اور فارسی رباعی کی تاریخ اور رباعیات خیام پر مفصل مباحث۔ اور آخر میں خیام کے عربی و فارسی رسائل کا ضمیمہ اور اسکی قلمی رباعیات کے ایک نسخہ کی نقل شامل ہے قیمت ہے

عربوں کی جہازرانی مسلمانوں نے فن جہازرانی میں جسقدر ترقیاں کیں جہاز بنائے۔ کارخانے قائم کئے۔ بندرگاہیں قائم کیں ان سب کے متعلق تاریخی معلومات اسلامی تاریخوں میں نہایت منتشر اور پراگندہ ہیں ان پراگندہ معلومات کو اس رسالہ میں یکجا کیا گیا ہے قیمت عہ

مقالات شبلی (حصہ پنجم) مولانا کے ان مقالات کا مجموعہ ہے جو اکابر اسلام کے سوانح و حالات سے متعلق ہیں اسمیں علامہ ابن رشد، ابن تیمیہ اور زیب النسا کی سوانحعمری وغیرہ جیسے اہم اور مفید مضامین ہیں۔ قیمت عہ

مختصر تاریخ ہند یہ مختصر تاریخ اس غرض سے لکھی گئی ہے کہ ہندو اور مسلمان فرمانرواؤں نے ہندوستان کے بنانے میں جو کام کئے ہیں وہ طالب علموں کو بلا تفریق مذہب و ملت بلا تعصب معلوم ہو جائیں۔ قیمت عہ

ہماری بادشاہی آغاز اسلام سے لے کر۔ عرب، مصر و شام، عراق، ایران، ترکستان، افغانستان ہندوستان، روم اور اندلس کی پوری مختصر اور اسلامی تاریخ۔ قیمت عہ

چینی مسلمان مولانا بدرالدین چینی جامعی، مدرس انگریزی دارالعلوم ندوۃ العلما نے چین کے مسلمانوں کے مذہبی اخلاقی، تمدنی، سیاسی۔ اقتصادی اور تعلیمی حالات ہندوستانی زبان میں لکھے ہیں صفحہ ۲۴۲ قیمت عہ

عرب کی موجودہ حکومتیں عرب کا تفصیلی جغرافیہ اور تمام قابل ذکر حکومتوں، نجد، حجاز، یمن، مسقط نواحی تسعہ، بحرین، کویت، فلسطین، شام کے مختصر حالات جمع کر دئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

مبادی دروس الادب جدید و قدیم ہزاروں عربی الفاظ مع اردو ترجمہ جس کی ہر عربی پڑھنے والے کی ضرورت ہے اور جن کے بغیر عربی اخبارات پڑھنا ناممکن ہے قیمت ۲ر

افکار عصریہ:۔ مسلمانوں نے جنگ عظیم کے بعد جو ترقیاں کی ہیں یہ کتاب ان تمام ترقیوں کا خلاصہ ہے۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ:۔ صدیق بک ڈپو۔ لکھنؤ

کتاب الفلاحت | اندلس کے مسلمانوں نے فن زراعت میں جو ترقی کی تھی ۔ یہ اس کا آئینہ ہے ۔ قیمت جلد اول (للعہ ر) جلد دوم ہے

بہادر خواتین اسلام | متعدد اسلامی عورتوں کے جنگی واقعات اور شجاعت و بہادری کے کارنامے ... میں لکھے گئے ہیں ۔ قیمت چار آنہ (۴ر)

تاریخ صقلیہ | صقلیہ کے جغرافی حالات ، سسلی ، اٹلی و جزائر سسلی پر اسلامی حملوں کی ابتداء ۔ اسلامی حکومت کا قیام ۔ عہد بعہد کے دوروں کا عروج اور مسلمانوں کے معاشرت اور جاہ طلبی کا مرقع دکھایا گیا ہے قیمت جلد اول للعہ ر جلد دوم للعہ ر

سیرت النبی | (جلد پنجم) پہلے عبادت کی حقیقت اور اس کے اقسام کا بیان ہے اس کے بعد فرائض خمسہ ، نماز ، زکوٰۃ روزہ ۔ حج اور جہاد پر علیحدہ علیحدہ سیر حاصل بحث ہے آخر میں توکل ، صبر ، اخلاص ، تقویٰ اور شکر کے معنی قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھائے گئے ہیں ۔ قیمت للعہ ر

ہندوستان کی قدیم درسگاہیں | ہندوستانی مسلمانوں کے تعلیمی حالات اور ان کے مدرسوں اور تعلیم گاہوں کا حال ۔ قیمت ۱۲ر

بس کا روگ | از فدا علیخاں صاحب ، ایک بنگالی ناول کا ترجمہ ۔ ہندوستان کی مشترکہ سہل زبان میں قیمت عہ ر

آزادی | سید انصاری صاحب بی ۔ اے ۔ یہ کتاب جان اسٹورٹ مل کی کتاب لبرٹی کا ترجمہ ہے ۔ مل انگلستان کے اُن چند ارباب فکر میں سے ہیں جن کی دھاک سارے یورپ میں بیٹھی ہوئی ہے ۔ یہ کتاب سیاسیات کے درس کا ایک اہم جزو ہے شروع میں پروفیسر محمد مجیب صاحب بی ۔ اے (آکسن) کا مقدمہ ہے قیمت عہ

انتخاب سودا | از جناب ثاقب صاحب کانپوری ۔ مرزا رفیع سودا میر کے ہمعصروں میں ہیں ۔ یہ مجموعہ ان کے اچھے کلام سے تیار کیا گیا ہے ۔ شروع میں نواب جعفر علیخاں صاحب اثر کا دلچسپ مقدمہ ہے قیمت ۱۲ر

گہوارۂ تمدن | اردو زبان میں اپنی قسم کی سب سے پہلی تصنیف جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ عورت ازمنہ قدیم میں تہذیب و ارتقائے عالم کا کسقدر ساتھ اور دنیا کی شائستگی اور مدنیت عورت کی کس درجہ ممنون ہے ۔ قیمت دو روپیہ (عہ)

شہاب کی سرگزشت | از مولانا نیاز فتحپوری ، دنیائے ادب کا پہلا افسانہ جس کی نفسیاتی سیرت نگاری ، رنگینی خیال ، نزاکت بیان اور بلندی انشاء کے لحاظ سے لاثانی حیثیت رکھتی ہے ۔ قیمت عہ ر

نگارستان ۔ حضرت نیاز فتحپوری کے وہ پرکیف افسانے جو دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں قیمت عہ ر

ملنے کا پتہ

صدیق بک ڈپو ۔ ...

قابلِ دید علمی اور تاریخی کتابیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
آخری نبی	۲ر	آداب مجلس	عہ ر	آداب سلطنت	۱۲ر	[illegible]	[illegible]
اسرار مصر	عہ ر	اسلام اور عبادت	[illegible]	اسلام اور عورت	۱۰ر	اسلام کی حمایت	۲ر
افراتشق باہ	۱ہم	افسانہائے عشق	[illegible]	اصلاح المسلمین	۴ر	امان اللہ خان کی داستان	عہ ر
انقلاب روس	عہ ر	انقلاب ایران	۱عہ	انقلاب فرانس	۱۲ر	انگریزوں کو دعوت اسلام	۴ر
ابیتی کی راہ پر	۱۲ر	بچوں کے اسمٰعیل	۶ر	بیرم خاں	عہ ر	بیر پرتاب	۱ہم
پتھر سے ہیرا	۱۴ر	پُراسرار دوشیزہ	۸ر	پیراگ	۴ر	تاریخ امریکہ	[illegible]
تاج العروس	۱۲ر	تجدید عمل کامل	عہ ر	تجارتی مرغی خانہ	۱ہم	تحائف محفل کامل	۵ر
ترانہ (رباعیات)	۱ہم	ترکی شہزادہ	۸ر	تقاریر ظفر علی خاں	۹ر	تقاریر محمد علیؒ حصہ ۱	۸ر
تکمیل اردو	۸ر	جادو بیانی	۶ر	جہاد اور اسلام	۶ر	؍؍ ؍؍ حصہ ۲	۸ر
جہاں آرا بیگم	۶ر	حکمت عملی	۷ر	حیات النسواں	عہ ر	خاقانی ہند	عہ ر
خطبات سیاسیہ	۸ر	خیر الدین پاشا	۸ر	دہلی کا آخری دیدار	۱۲ر	دیار حبیب	۱۲ر
ذکر حبیب	۷ر	ذکر خواجہ	۸ر	رحمۃ للعالمین حصہ ۱	[illegible]	رسول عربیؐ	۸ر
رواۃ الامہات	۸ر	رؤف الرحیم	[illegible]	؍؍ ؍؍ حصہ ۲	[illegible]	رسول نما	[illegible]
زوال خلافت	۸ر	زوال روما	[illegible]	؍؍ ؍؍ حصہ ۳	۷ر	رشد الراشدین	عہ ر
سات ستارے	۱۳ر	سپاہیانہ زندگی	عہ ر	سچی سوانح عمری خواجہ	عہ ر	سچے نبی کے سچے حالات	۸ر
سراج منیر	[illegible]	سرکار دو عالمؐ	۸ر	سرکار کا دربار	[illegible]	سعد الاخبار	[illegible]
سوانح حیات	۸ر	سوانح خالد بن ولید	[illegible]	سوانح رسول مقبولؐ	[illegible]	سید المرسلینؐ	[illegible]
سیر پنجتن	۵ر	سیر الصحابہ حصہ ۱	[illegible]	سیر الطیبات	عہ ر	سیر المصنفین حصہ ۱	[illegible]
سیر الانصار کامل	۷ر	سیرۃ الحسنین	[illegible]	سیرۃ الصدیقؓ	[illegible]	سیرۃ عائشہ صدیقہؓ	[illegible]
سیرۃ عمرو بن العاص	عہ ر	سیرۃ عمر بن عبد العزیز	[illegible]	سیرۃ الکبریٰ	[illegible]	سیرۃ محمد علیؒ	۷ر
سیرۃ الرسولؐ	[illegible]	سیرۃ باقی باللہؒ	۸ر	سیرۃ بلالؓ	[illegible]	سیرۃ مولانا محمد علیؒ	[illegible]
سیرۃ المصطفیٰؐ	۸ر	سیرۃ مصطفیٰ	عہ ر	سیرۃ النعمان	[illegible]	سیرۃ المصنفین حصہ ۲	[illegible]
سیرۃ النبی حصہ ۱ مجلد	صر	سیرۃ النبیؐ حصہ ۲ مجلد	[illegible]	سیرۃ النبی حصہ ۳ مجلد	۷ر	سیرۃ النبی حصہ ۴ مجلد	[illegible]

ملنے کا پتہ

صدیق بکڈپو لکھنؤ

پردۂ غفلت

(از ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی۔ برلن) مسلمان خاندانوں کی معاشرت کی سچی تصویر، تعلیم نسواں، آزادی نسواں اور پردہ پر مفید و محققانہ بحث، فن ڈرامہ نویسی کا اعلیٰ نمونہ دلچسپ ظرافت آمیز اور نتیجہ خیز قصہ۔ جرمنی میں شرکت کاویانی کے خوشنما ٹائپ میں چھپا ہے ٹائپ کاغذ طباعت سب بڑی ہی خوشنما، قیمت پہلے عہ تھی اب ایک روپیہ

پیام

(از پروفیسر محمد مجیب صاحب بی اے (آکسن) اس میں دکھایا گیا ہے کہ مذہب و اخلاق ہمیں کس راستہ پر چلانا چاہتے ہیں۔ زمانہ کی مصلحتوں اور قومی ضروریات پر ایک گہری نظر ڈالی گئی ہے یہ ڈرامہ مسلمانوں کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے لکھا گیا ہے اور مسلمانوں کی ذہنی و قومی رہنمائی کے لئے ایک کامیاب درس ہے۔
قیمت صرف چھ آنے

کلیاتِ اکبر (الہ آبادی)

اُردو زبان کے مایۂ ناز شاعر حضرت اکبر الہ آبادی کے بارے میں کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے آپ کے کلیات کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کے ایک حصہ کے تین ایک حصہ کے ۵ اور ایک حصہ کے دس ایڈیشن نکل چکے ہیں قیمت حصہ اول عہ۸ر دوم عہ، سوم عہ

فغانِ آرزو

لکھنؤ اور اودھ کے مشہور شاعر جناب آرزو لکھنوی جانشین حضرت جلال کی عہد بعہد کی غزلوں کا مجموعہ قیمت عہ

ملنے کا پتہ

صدیق بک ڈپو لکھنؤ

بچّوں کو ابتدا ہی سے

بہادرانِ اسلام کے کارناموں سے باخبر کرنے کے لئے

تاریخ اسلام

حصّہ اوّل

پڑھائیے

یہ کتاب مخصوص طور پر بچوں کے لئے ترتیب دی گئی ہے اور ہر سبق کے آخر میں امتحانی سوالات

اور سبق کا خلاصہ شامل ہے

بچّوں کی ذہنیت کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے

لکھائی، چھپائی، اور کاغذ عمدہ معہ نقشہ جات کے مجلد طلائی، حجم تقریباً آٹھ سو صفحات، قیمت مجلد پانچ روپیہ صرف

ماہ ربیع الاول کی آمد کی خوشی میں آخر ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ تک رعایتی قیمت ۱۲ روپے کر دی گئی ہے

اس موقع سے نفع اٹھایئے

عزیزوں اور دوستوں کے بچوں کو یہ کتاب تحفہ میں دیجئے

ملنے کا پتہ

صدیق بک ڈپو، لکھنؤ

قابل دید علمی، ادبی اور تاریخی کتابیں

علمی اور ادبی کتابیں

نام کتاب	قیمت
قصائد عزیز	ے/
قصائد عزیز مجلد	ہیے
انتخاب کلام اکبر قسم اعلیٰ	۸/
انتخاب کلام اکبر قسم دوم	۴/
مرقع ادب حصہ (۱)	عہ/
مرقع ادب حصہ (۲)	عما/
پیام جاوید	عہ/
شرح کلام غالب (با تصویر)	ے/
مکمل شرح دیوان غالب	ے و ہے
بزم خیال	صہ/
مشاطۂ سخن	عہ/
انشائے لسیل	۸/
مضمون نگار	۲/
خوبیٔ سخن	۸/
مکاتیب محسن الملک	عہ
غرض محبت	۴/
آئینۂ خطوط نویسی	۲/

نام کتاب	قیمت
خطوط والوسی کی پہلی کتاب	۲/
[illegible]	۲/
[illegible] داغ	۱۲/
ماہتاب داغ	۱۲/
انتخاب گرامی	عہ/
نظم رنگین ادا	۶/
گلزار داغ	عہ
دیوان جان صاحب	عہ
علمی پہیلیاں	۸/
ابتدائی تعلیم کی رام کہانی	عہ
عالم خیال	عہ/
گلکدہ	عہ
گلکدہ مجلد	عما
پند خاطر	عہ/

اسلامی کتابیں

نام کتاب	قیمت
خدا اور اس کی ہستی	۸/
سیر پنجتن	۵/
میلاد نامہ جدید	۴/
کلید مراد	۸/
میلاد حبیب	۸
زنانہ میلاد تذکرۂ آمنہ	۸/
احرار اسلام	۵/
اشاعت اسلام	۶/
مناجات میوہ	۲/ و ۴/
مناقب علیؓ	۸/
اسلام کی برکتیں	۳/
تلاش یار	۲/
مختار الصوفیہ	عہ/
آفتاب رسالتؐ	۴/

قومی اور سیاسی کتابیں

نام کتاب	قیمت
صلاح فلاح	۸/
لمعات صداقت	۴/
سلطنت گورنمنٹ	۶/
مسٹر گوکھلے کی تقریریں	۱۲/
تقاریر مولانا محمد علی رح	۸/
سوراج	۸/
جذبات احرار	۴/

قومی و اسلامی نظمیں

نام کتاب	قیمت
وداع اسلام	۲/
پیام حالی	۱/
گلدستہ قومی	۱/
خضر راہ	۴/
حب الوطن	۲/
تصویر درد	۴/
شکوہ	۲/
جواب شکوہ	۴/
لمعات روحانی	۴/
فریاد اسلام بر روضہ خیر الانامؐ	۱/
باغ کلام اکبر	۴/
فغان مسلم	۱/
شکوہ ہند	۳/
جلوۂ نور یا سچا نور نامہ	۱/
تحفۃ الایمان	۴/

ملنے کا پتہ

صدیق بک ڈپو لکھنؤ

حیات حافظ رحمت خاں

روہیلکھنڈ کے مشہور حکمران اور روہیلوں کے زبردست سردار حافظ رحمت خاں مرحوم کے حالات جناب سید الطاف علی صاحب بی اے (علیگ) نے بڑی محنت و کاوش کے بعد مرتب کئے ہیں مغربی مصنفین اور جانبدار ہندوستانی مورخین نے اس مسلمان حکمران پر طرح طرح کے الزامات لگائے ہیں۔ اس کتاب کے مصنف نے تاریخی شواہد سے انکی اچھی طرح قلعی کھولی ہے۔ قیمت سے ر

مُرقع چغتائی

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ایک سو دس روپیہ فی جلد تین ماہ کی قلیل مدت میں فروخت ہوگیا اور دوسرا ایڈیشن سترہ روپیہ فی جلد ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب تیسرے ایڈیشن کی قیمت صرف بارہ روپیہ فی جلد مقرر کی گئی ہے حجم تین سو صفحات سے زائد بڑی تقطیع رنگین تصاویر جن کے بلاک یورپ کے مشہور کارخانوں میں بنے ہیں قیمت عہ

ایوان تصور

بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو، ہندوستان کی وہ مایۂ ناز خاتون ہیں جن پر کسی متمدن سے متمدن ملک کو بھی بجا طور پر ناز ہوسکتا ہے آپ جہاں ایک زبردست سیاست داں اور مخلص محب وطن خاتون ہیں وہاں ایک سرمایۂ ناز شاعرہ اور بلند پایہ ادیبہ بھی ہیں آپ کو انگریزی زبان میں اتنا عبور حاصل ہے کہ بڑے بڑے زبان داں اہل فن انگریز بھی انکی قدرت زبان اور ندرت بیانی کا لوہا مان چکے ہیں اگر آپ ہندوستان کی مایۂ ناز ادیبہ کے حسین نغمے مشرقی تمدن کی خوبصورت تصویر رفعت خیال اور رنگینی بیان کا عدیم المثال مرقع دیکھنا چاہتے ہیں تو ایوان تصور کا مطالعہ کیجئے۔ مترجمہ جناب ظفر قریشی صاحب بی اے دہلوی، حجم ۲۳۶ صفحات کتابت منقش طباعت دیدہ زیب قیمت عہ

ملنے کا پتہ

صدیق بک ڈپو لکھنؤ

رئیس الاحرار کے سوانح حیات باتصویر

مولانا محمد علی ایسے نہ تھے کہ تمام دنیا کے مسلمان بالخصوص مسلمانان ہند کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی ان کے کارناموں کو اپنے دل سے محو کردیں اور انکی زندگی کے روشن پہلوؤں کو اپنے حافظہ میں محفوظ نہ رکھیں جسقدر زمانہ گزرتا جائیگا، مولانا محمد علی کی زندگی مسلمانوں کے لئے ایک بیش بہا سرمایہ ثابت ہوتی جائیگی ان کی باون سالہ حیات میں ہندوستان کے اندر عجیب وغریب انقلابات ہوئے اور اس ملک کی اسلامی سیاسیات نے حیرت انگیز کروٹیں بدلی ہیں ان کا مطالعہ اگر کسی تفصیل کیساتھ کرنا ہے تو اسے چاہیئے کہ مولانا کی زندگی کے ذاتی حالات کا علم حاصل کرے، بلکہ وہ مسلمانوں کی گزشتہ سیاسی تحریکات اور ان کے نشو و نما سے بھی پوری واقفیت بہم پہونچا سکیگا۔ مولانا کی زندگی میں اور وصال کے بعد سے ابتک انکی کوئی سوانحعمری ایسی شائع نہیں کی گئی تھی جو اس تابناک القدر بطل حریت کی زندگی کا صحیح نقشہ پیش کرتی ہو اور جس کے مطالعہ سے مسلمان "محمد علی" کی یاد کو ہمیشہ تازہ کرتے رہیں، خدا کا شکر ہے کہ برسوں کی کوششوں کے بعد مولانا کی ایک جامع اور مانع سوانح عمری شائع ہوگئی، جو مولانا کی زندگی کے مختلف گوشوں پر حاوی ہے۔ جس میں پیدائش سے لیکر بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے تک کے تمام واقعات ایک عجیب دلکش پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں اور جسے موجودہ عہد کے سربرآوردہ صحیفہ نگار نے نہایت محنت اور کاوش سے مرتب کیا ہے۔ چونکہ مولانا کی زندگی کے مختلف دور اپنی خصوصیتوں کے اعتبار سے ایک نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے سوانح نگار نے ہر دور کے حالات کو انکی خاص احتیاط کے ساتھ قلمبند کیا ہے اور پبلشر نے ہر دور کے مطابق مولانا کا ایک خاص فوٹو بلاک تبع کراکر کتاب میں شامل کردیا ہے۔ تاکہ جہاں مولانا کے خیالات و اعمال کی ایک ذہنی تصویر پڑھنے والوں کے دماغ میں جاگزیں ہوتی جائے وہاں ہر دور کی شکل و صورت سے بھی قارئین کرام واقف ہوتے جائیں۔ کتاب ۱۸ + ۲۲/۸ کے ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں متعدد فوٹو ہیں۔ قیمت مجلد آٹھ آنہ (۸) **سیرت محمد علی کلاں**۔ قیمت ۔

اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو سولہ صفحہ کی عجیب وغریب کتاب ہے۔ اور حسب ذیل چودہ باب ہیں جنکے ماتحت سو اور سو مضامین ہیں جو میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ہیں عورت کی حیثیت، عورت کی ملکیت مذہب عالم، عورت حیات ازدواجی کی تعریف، مختلف ممالک کی رسوم مصالحت، شادی بیاہ کی مختلف انواع عقد واحد کی تعریف کثیر الازدواجی ایک مرد کے لئے ایک عورت اسلام میں طلاق پردہ اور عورت، طریقہ انتخاب نکاح و شادی، عورت کی اہمیت اور زوجین کی نا اتفاقی پر بے نظیر کی بالکل نئی کتاب ہے قیمت ۱۲؍ محصول ۲؍ کل ۱۴؍

ملنے کا پتہ

صدیق بک ڈپو

دیوانِ ثاقب

(تبصرہ و تنقید ماخوذ از کتاب نما)

حضرت ثاقب لکھنوی (کتب شعر؟) کے محترم مسند نشین ہیں۔ اگلے وقتوں کے ان بزرگوں کی شام زندگی بھی کب کی آچکی ہے۔ اب وہ بالکل چراغ سحری ہو رہے ہیں۔ آج اگرچہ میدان ادب کے یکہ تازوں کی فہرست اعزاز سے یہ غدر کے بعد خارج ہیں۔ لیکن انھوں نے تا زیست اپنی سلامت روی کو نباہا اور دونوں ہاتھوں سے "میر صاحبانہ" اپنی دستار سنبھالے رہے۔ بلاشبہ ادبیات کی جدید العہد تحریکات کی طرف انھوں نے کبھی نظر التفات نہیں دیکھا۔ تاہم یہ چیز اس قدر ان کی نمود پروری نہ تھی جس قدر کہ وضعداری اپنی اندرون خانہ زاویہ گزینی زندگی میں یہ سوال ہی ان کے لئے خارج از بحث تھا کہ آیا جدید ادب ثقافت کی پذیرائی یا عدم پذیرائی کے لئے انتخاب کریں۔ پس اردو ادب کی "دوشاخہ" جس سے عبارت اس کے رد و قبول سے وہ بالاتر ہی رہے۔ یہ مقام در اصل وہ ہے جو ہمارے آبائے ادب قدیم کو حاصل تھا۔ ایک عجیب عالم خود فراموشی تھا! بقول

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

اپنے بزرگوں کی یہ ادائے سرمستی و بیخودی ہمارے لئے ایک خاص احترام طلب زبان حال اپنے اندر رکھتی ہے وہ کچھ اور نہ سہی۔ اپنے مسلک شعر کے ساتھ وفادار تو ہیں۔ ان کا نازک حاسہ وفاکیشی ہر بغاوت کو "ارتداد" سمجھتا تھا۔ یہ جذبہ وابستگی جو با وجود عالی ہونے کے قابل داد تھا۔

نہیں کچھ سبحہ و زنار کے پھندے میں گیرائی
وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے

الغرض ان بزرگان سلف کی عمر عزیز کا آفتاب اگرچہ اب لب بام ہے، لیکن وہ شام و سحر اسی دھن میں مگن ہیں کہ ؎

مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم
ہوا داری کویش را چو جان خویشتن دارم

زیر تنقید "دیوان ثاقب" غزلوں، شادی کے سہروں، ولادت فرزند و دختر کی مبارکبادوں، رئیسانہ حصول مناصب کی تہنیتوں، متعلقہ درانہ فتوحات خطابات و اعزازات کی جشن نوازیوں اور شادیانہ سرائیوں، بعض واقعات کے قطعات تاریخ کی تسویدوں، نیز حکام عالی مقام کے انتقال امر میں بعض بیانیہ نظموں پر مشتمل ہے۔ اساتذۂ قدیم کی ایک زندہ یادگار کے رشحات قلم کی اتنی بوقلمونی و وسیع دامانی کافی "خوشگوار استعجاب" کا سامان ہے۔ باوجود کبرسنی کے ہم ثاقب صاحب مدظلہ العالی کی

خدمت میں اپنی خوردانہ خیرطلبی کا یہ پیش کش پیش کرتے ہیں کہ ؏

عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است

حضرت ثاقب کا رنگ تغزل یہ ہے:-

ہے سہل یوں تو دل زار کا دکھا دینا	جزا کو سوچ لو پہلے تو پھر سزا دینا
یہاں تک آنکھ میں آنسو تھے روکے دیکھ لیا	کہ دل کی آگ کا ممکن نہیں بجھا دینا
کھڑا ہوں حشر میں، قاتل کا نام یاد نہیں	حجاب والے تو ہی اک ذرا بتا دینا
میں اپنے حال پہ روتا ہوں لے جراحت دل	وہ تجھ کو دیکھنے آئیں تو مسکرا دینا

تخیل ذہنی اور واردات قلبی کی "انفرادیت" شاید برائے نام ہی نظر آئے گی۔ غالباً متداول غزل کی چار دیواری میں اس کی گنجائش ہی نہیں! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غزل جماعتی اور یکجائی دل، دماغ کی ترجمانی کا دوسرا نام ہے۔ تاہم کہنہ مشقی و پختہ مغزی، زبان کی جلا اور محاورات کا بیداغ استعمال، "پیرانہ دم زنی عشق" کے کنایات معاملہ بندی، یہ چند امتیازات ایسے ضروری ہیں جو حضرت ثاقب کے ادب تغزل کا ناگزیر خراج تحسین ہیں! قیمت سے

شمیم
ہر دو جلد کمل باتصویر رنگین
مصنفہ جناب فیاض علی صاحب بی، اے (علیگ) فیض آبادی
زمانۂ حال کی فسانہ نگاری میں ایک معرکۃ الآرا تصنیف، فن ناول نویسی میں ایک انقلاب عظیم پیدا کرنے والا مصلح اخلاق، سبق آموز، عبرت خیز، بے انتہا دلچسپ ناول، جس میں جذبات فطری کی عکاسی، معاشرت حاضرہ کی مصوری، نفسیات حیات انسانی کی نقاشی بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے زبان کی حلاوت، انداز بیان کی لطافت، پلاٹ کی خوبصورتی، کیریکٹرز کی آراستگی، تحریر کی شوخی آمیز سنجیدگی، اور خیالات کی دل آویز ندرت کے لحاظ سے آپ اپنی مثال ہے، قصہ اس قدر دلچسپ اور جادو اثر ہے کہ بغیر ختم کئے اُسے چھوڑنا محال ہے۔ اس ناول کی اہمیت، لطافت اور خوبیوں کا بین ثبوت یہ ہے کہ جناب مولانا شوکت علی صاحب نے "خلافت" میں اس پر سوا کالم میں ایک بسیط تبصرہ فرمایا ہے۔ علاوہ مولانا ممدوح کے لائق مدیران "بمبئی کرانیکل" "مسلم آؤٹ لک" - "نیو اورینٹ" - "خلافت" - "زمیندار" - "تنظیم" "صوفی" - "پیغام" "سیاست" نے بھی نہایت شاندار الفاظ میں اس کی مدح فرمائی ہے - غرض کہ ہر مشہور اخبار یا تو اس پر کچھ لکھ چکا ہے یا لکھنے والا ہے - جو تبصرہ جات اخبارات اور رسالوں میں "شمیم" پر اب تک ہو چکے ہیں ان کا کمل اندراج اس اشتہار میں ناممکن ہے - پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا - اب دوسرا ایڈیشن ... کاغذ پر اعلیٰ درجہ کی لکھائی اور چھپائی کے ساتھ ایک ضخیم جلد میں شائع ہوا ہے، رنگین تصاویر جو اس ناول کے لئے صد ہا روپیہ صرف کر کے تیار کی گئی ہیں وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں، اردو ناول کی دنیا اس سے پیشتر ایسے بلند پایہ ناولوں سے ناآشنا تھی۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت للعہ
تاریخ مغربی یورپ
ڈاکٹر رابن سن کی کتاب کا بامحاورہ اردو ترجمہ۔ یہ یورپ کے طرز تمدن، معاشرت علم و ہنر اور سیاسی اداروں کی بتدریج ترقی کو دکھاتا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ کس طرح یورپ کے ممالک نے اپنی زبان فن تعمیر اور دیگر علوم و فنون کو ترقی دی اور کس طرح بادشاہوں کو مجبور کیا کہ وہ جمہوری طریقہ یا پارلیمنٹری حکومت قائم کریں۔
مترجمہ مولوی محمد یحییٰ صاحب تنہا بی، اے۔ ال۔ ال بی - قیمت دو روپیہ (عہ)
ملنے کا پتہ
صدیق بک ڈپو۔ لکھنؤ

شوکت تھانوی اور عظیم بیگ چغتائی

دونوں مزاحیہ نگاری میں اپنا آپ ہی جواب ہیں اور ان دونوں کے نتائج قلم

سیلاب تبسم

میں نظر آتے ہیں جو شوکت تھانوی کے مضامین کا تیسرا مجموعہ ہے اور جس نے
گذشتہ دونوں مجموعوں کو اپنے سامنے گرد کر دیا ہے۔ اس مجموعہ میں مصنف کے
بیس تازہ مزاحیہ مضامین کے علاوہ مرزا عظیم بیگ چغتائی کا مبسوط مقدمہ بھی
شامل ہے۔ اسکے علاوہ سیلاب تبسم کا مصور خیال ہندوستان کے مشہور مصور نے
کچھ اسطرح ادا کیا ہے کہ یہ کتاب حسن تبسم کا البم نظر آتی ہے۔ خود ہنسنے اور
اپنے احباب کو ہنسانیکے لئے اس کتاب کو ضرور اپنے پاس رکھئے۔ رنگدار سرورق کے
تین سو صفحات پر حسین کتابت قیمتی کاغذ اور دل آویز تصاویر کے ساتھ
اس مجلد کتاب کی قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ [illegible] ہے۔

ملنے کا پتہ۔ صدیق بکڈپو۔ امین آباد پارک لکھنؤ

دردناک افسانے
KAZIM